بزرگانِ اُمّت کے نزدیک

ختم نبوّت کی حقیقت

اور

مولوی لال حسین اختر کی تنقید کا جواب

از قلم

قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائلپوری

نظارت اشاعت لٹریچر و تصنیف صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

پچھلے دنوں مولوی ابوالاعلیٰ صاحب مودودی نے جماعت احمدیہ کے خلاف ایک رسالہ بنام "ختم نبوت" لکھا تھا جس کے ہماری جماعت کی طرف سے دو جواب دیئے گئے ایک کا نام "القول المبین فی تفسیر خاتم النبیین" ہے اور دوسرے کا نام "رسالہ ختم نبوت پر علمی تبصرہ" ہے۔ ہمارے لاہور کے دوستوں نے ان دونوں رسالوں میں سے بزرگان دین کے بعض حوالہ جات لے کر ایک پمفلٹ مرتب کر کے شائع کیا۔ مولوی ابوالاعلیٰ صاحب مودودی نے، گو انہیں جواب کے لئے چیلنج کیا گیا تھا، ہماری پیش کردہ باتوں کا کوئی جواب نہ دیا۔ اب حال ہی میں مولوی لال حسین صاحب اختر نے "مرزائی تحریفات کا تجزیہ۔ ختم نبوت اور بزرگانِ اُمت" کے نام سے ایک ۳۲ صفحات کا رسالہ شائع کرایا ہے جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے۔ مولوی لال حسین نے ہم پر تحریفات کا الزام لگایا ہے اور اس پمفلٹ کو کذب و افترا اور دجل آمیزی کا پلندہ قرار دیا ہے۔ اور ہمارے پیش کردہ حوالہ جات کو اکابرین اُمت پر بہتان قرار دیا ہے۔ گو مولوی لال حسین صاحب اختر نے اس رسالہ میں سخت کلامی سے کام لیا ہے۔ تاہم یہ امر خوشکن ہے کہ اگرچہ وہ ہمارے پیش کردہ حوالہ جات

کو اپنی تحریر میں تو بہتانات ہی کہتے ہیں اور ہم پر تحریف کا الزام دیتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ نے ان کے قلم سے اسی ذیل میں اس حقیقت کا اعتراف کرا لیا ہے کہ ان بزرگوں نے تسلیم کر لیا ہے کہ غیر تشریعی نبی آسکتا ہے اور لا نبیؐ بعدی کے یہ معنی ہیں کہ حضور علیہ السلام کے بعد تشریعی نبوّت باقی نہیں (صفحہ ۷۶ و ۸) مگر لال حسین صاحب اختر کہتے ہیں کہ یہ بزرگ غیر تشریعی نبی کو نبی نہیں سمجھتے۔ نبی ان کے نزدیک وہی ہے جو شریعت لائے۔ لیکن اگر یہ بات مولوی لال حسین صاحب کی صحیح ہو تو صاف ظاہر ہے کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے جو غیر تشریعی امتی نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے یہ دعویٰ مولوی لال حسین صاحب کی مسلّمہ اصطلاح میں نبوّت کا دعویٰ نہیں۔ کیونکہ حضرت اقدس نے تشریعی نبوّت کے دعوے سے ہمیشہ انکار کیا ہے اور ایسے دعویٰ کو کفر اور افتراء قرار دیا ہے۔ پس جب صورتِ حال یہ ہے تو آپؑ کے خلاف ختمِ نبوّت کے انکار کا جو بہتان باندھا جاتا ہے۔ وہ ایک دانستہ فتنہ پردازی ہے۔

مولوی لال حسین صاحب اختر اپنے رسالہ کے صے پر لکھتے ہیں:۔

"اپنے باطل عقیدہ کے اثبات کے لئے انہوں (احمدیوں۔ ناقل) نے بزرگانِ دین کے چند اقوال نقل کئے ہیں کہ ــــــــ کوئی نبی شرع ناسخ لیکر نہیں آئے گا ــــــــ اب کوئی ایسا شخص نہیں ہوگا جسے اللہ تعالیٰ لوگوں کے لئے شریعت دے کر مامور کرے یعنی نئی شریعت لانے والا نبی نہ ہوگا ــــــــ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد مجرد کسی نبی کا آنا محال نہیں بلکہ نئی شریعت والا البتہ ممتنع ہے"

یہ اقوال بطور خلاصہ نقل کرنے کے بعد ان کے متعلق مولوی لال حسین صاحب اختر ذیل کے تین امور پیش کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں :-

”جن حضرات نے ایسی عبارتیں لکھی ہیں۔ ان کے پیش نظر تین امور تھے۔
اوّل۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا تشریف لانا بظاہر آیت خاتم النّبیین اور حدیث لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کے منافی معلوم ہوتا ہے۔
دوم۔ حدیث لَمْ یَبْقَ مِنَ النُّبُوَّۃِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ (نبوت سے سوائے مبشرات کے کچھ باقی نہیں) میں نبوت کے ایک جزو کو باقی کہا گیا ہے۔ یہ حدیث سطحی طور پر حدیث لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کے مخالف نظر آتی ہے۔
سوم۔ بعض علماء وصوفیاء کو وحی و الہام سے نوازا جاتا ہے۔ جس سے بادی النظر میں ختم نبوت سے تعارض نظر آتا ہے“

(ٹریکٹ مولوی لال حسین صث)

ہمیں مولوی لال حسین صاحب اختر کا یہ بیان مسلم ہے مگر جس ایک جزءِ نبوت کو حدیث لَمْ یَبْقَ مِنَ النُّبُوَّۃِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ میں باقی کہا گیا ہے۔ حضرت محی الدین ابن عربی کے نزدیک وہ نبوت کی جزءِ ذاتی ہے نہ جزءِ عارض۔ کیونکہ شریعت کو حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے امر عارض قرار دیا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں :-

”لَمَّا کَانَتِ النُّبُوَّۃُ اَشْرَفَ مَرْتَبَۃٍ وَ اَکْمَلَہَا یَنْتَہِیْ اِلَیْہَا مَنِ اصْطَفَاہُ اللّٰہُ مِنْ عِبَادِہٖ۔ عَلِمْنَا

أَنَّ التَّشْرِيْعَ أَمْرٌ عَارِضٌ بِكَوْنِ عِيْسٰی عَلَيْهِ السَّلَامُ يَنْزِلُ فِيْنَا حَكَمًا مِنْ غَيْرِ تَشْرِيْعٍ وَهُوَ نَبِيٌّ بِلَا شَكٍّ۔

"جب نبوّت اشرف و اکمل مرتبہ ہے جس پر وہ شخص پہنچتا ہے جسے خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے برگزیدہ کیا تو ہم نے جان لیا کہ شریعت کا لانا ایک امرِ عارض ہے (یعنی نبوّتِ مطلقہ کی حقیقتِ ذاتیہ پر ایک زائد وصف ہے۔ ناقل) کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر شریعت کے ہم میں حکم ہو کر نازل ہوں گے اور وہ بلا شبہ نبی ہوں گے"

(فتوحات مکیہ جلد اوّل ص۵۷۰)

پس جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے نزدیک بعد از نزول بلا شک نبی ہیں تو معلوم ہوا کہ غیر تشریعی نبی بھی ان کے نزدیک نبی ہوتا ہے۔ اسی لئے انہوں نے شریعت لانے کو امرِ عارض یعنی نبوّت پر زائد وصف قرار دیا۔ لہٰذا جب شریعت امرِ عارض ہوئی تو المبشرات ہی نبوّت کے جُزو ذاتی قرار پائے۔ اور یہ بیان حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا سو فیصدی درست ہے کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل میں جو نبی آئے۔ وہ کوئی جدید شریعت نہیں لائے بلکہ وہ شریعتِ موسوی یعنی تورات کا ہی حکم دیتے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ أَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا الآیۃ (مائدہ ع۷)

یعنی ہم نے تورات نازل کی کہ جس میں ہدایت اور نور تھا۔ اسی تورات کے ذریعہ کئی نبی یہودیوں کے لئے حَکَم تھے۔

اس سے ظاہر ہے کہ ان بزرگانِ اُمّت کے نزدیک نبی صرف وہی نہیں جو شریعت لائے بلکہ غیر تشریعی نبی بھی واقعی نبی ہوتا ہے۔ پس جب مولوی لال حسین صاحب کو مسلّم ہے کہ غیر تشریعی نبی کی آمد کو ان بزرگوں نے منقطع قرار نہیں دیا تو اس کے معنے یہ ہوئے کہ غیر تشریعی نبی کی آمد کو وہ ختم نبوّت کے منافی نہیں سمجھتے۔ اور یہی مذہب حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ اور جماعت احمدیہ کا ہے مگر اس شرط کے ساتھ کہ خاتم النبیّین صلے اللہ علیہ وسلم کے ظہور پر اب ایسا غیر تشریعی نبی ہی آسکتا ہے جو ایک پہلو سے امتی بھی ہو۔ یہ بزرگانِ دین حضرت عیسٰی علیہ السلام کو بعد از نزول بلا شک نبی ہی مانتے ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے تابع بھی قرار دیتے ہیں۔ پس اصولی لحاظ سے ہمارے اور ان بزرگوں کے مذہب میں اتفاق ہے۔ اختلاف صرف مسیح موعود کی شخصیت میں ہے کہ مسیح موعود حضرت عیسٰی علیہ السلام ہیں جن کا اصالتاً نزول مانا جاتا ہے یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کوئی امتی فرد ہے جسے حضرت عیسٰی علیہ السلام کے رنگ میں رنگین ہونے یا مثیل ہونے کی وجہ سے مجازاً اور استعارةً احادیث نبویہ میں عیسٰی نبی اللہ یا ابنِ مریم کا نام دیا گیا ہے؟ خلاصہ کلام یہ کہ ہم میں اور ان بزرگوں میں مسئلہ نبوّت میں اصولی طور پر اتفاق ہے۔

مولوی لال حسین نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۷ پر حضرت محی الدین ابن عربی کی ایک عبارت یوں نقل کی ہے :-

فَلِلْاَوْلِیَاءِ وَالْاَنْبِیَاءِ الْخَبَرُ خَاصَّۃً وَلِاَنْبِیَاءِ الشَّرَائِعِ وَالرُّسُلِ الْخَبَرُ وَالْحُکْمُ"

(فتوحات مکیہ جلد ۲ باب ۱۵۹ صفحہ ۲۵۷ بحوالہ ٹریکٹ مولوی لال حسین)

مگر اس عبارت کو مولوی لال حسین صاحب سمجھ نہیں سکے اور انہوں نے اس کا غلط ترجمہ کیا ہے۔ اس لئے نتیجہ نکالنے میں بھی اُن سے لازماً غلطی ہو گئی ہے۔ اس عبارت کا صحیح ترجمہ یہ ہے :-

اولیاء اور انبیاء کو خاص طور پر الخبر (یعنی اخبارِ غیبیہ) ملتی ہے اور شریعت والے انبیاء اور رسولوں کو خبر بھی ملتی ہے اور حکم بھی (یعنی اخبارِ غیبیہ اور احکامِ شریعت دونوں ملتے ہیں)

اس عبارت سے صاف ظاہر ہوا کہ نبوت کی جزوِ ذاتی اخبارِ غیبیہ ہیں۔ اسی لئے غیر تشریعی انبیاء کو تو اخبارِ غیبیہ ملنے کا ذکر ہے اور شریعت لانے والے انبیاء و رسل کو اخبارِ غیبیہ کے ساتھ الحکم (یعنی شریعت جدیدہ) بھی دی جاتی ہے۔

ہمارے پمفلٹ میں حضرت محی الدین ابنِ عربی علیہ الرحمۃ کا یہ قول نقل کیا گیا تھا :-

"وہ نبوت جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے آنے سے ختم ہوئی ہے وہ شریعت والی نبوت ہے نہ کہ مقامِ نبوت" الخ[لہ]

اس قول سے ظاہر ہے کہ نبوت غیر تشریعی ان کے نزدیک منقطع نہیں۔ مولوی لال حسین صاحب اختر اس عبارت سے انکار تو نہیں کر سکے۔ مگر چونکہ انہیں

لہ فتوحات مکیہ جلد ۲ صفحہ ۳۔

بطور جواب کچھ لکھنا تھا۔ اس لئے انہوں نے حضرت محی الدین ابن عربیؒ کا ایک اور قول بھی پیش کر دیا ہے کہ :-

" یہ نبوت حیوانات میں بھی جاری ہے جبکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ تیرے رب نے شہد کی مکھی کو وحی کی "

(فتوحات مکیہ جلد ۲ باب ۱۵۵ صفحہ ۲۵۴)

اور اس پر لکھا ہے کہ حضرت ابنِ عربی گھوڑے ، گدھے ، بلی ، چھپکلی ، چوہے ، چمگادڑ ، اُلو اور شہد کی مکھی وغیرہ حیوانات میں نبوت جاری تسلیم کرتے ہیں۔ شہد کی مکھی پر اُلو ، چمگادڑ وغیرہ حیوانات کا اضافہ تو مولوی لال حسین نے خود کیا ہے۔ مگر ہم نے جو عبارت حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی پیش کی تھی اس کا تعلق حیوانات کو ملنے والی نبوت سے نہیں بلکہ اس نبوت سے ہے جو انسانوں کو آئندہ مل سکتی ہے جسے وہ منقطع قرار نہیں دیتے۔

حضرت محی الدین ابن عربی علیہ الرحمۃ کا جو حوالہ نبوت کے جاری ہونے کے متعلق ہمارے پمفلٹ میں پیش کیا گیا ہے۔ اس کا تعلق اس نبوت سے ہے - جسے حدیث لَمْ یَبْقَ مِنَ النُّبُوَّۃِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتِ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے باقی قرار دیا ہے۔ حضرت ابنِ عربی علیہ الرحمۃ کے نزدیک یہ نبوت "نبوۃ الولایۃ" کہلاتی ہے اور اس نبوت کے حامل کو وہ انبیاء الاولیاء کہتے ہیں نہ کہ النّبی (یعنی صرف نبی) اسی لئے حضرت محی الدین ابن عربی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ النّبی کا نام کسی پر نہیں بولا جاتا کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی تشریعی اٹھ چکی ہے۔ یہ احتیاط محض اس بنا پر سکھلائی ہے کہ اُمت کے

نبی الاولیاء کے لئے النبی کے لفظ کے استعمال سے لوگوں کو یہ شبہ ہو سکتا تھا کہ مدعی کا دعوی تشریعی نبوت کا ہے اور اس طرح وہ غلطی میں پڑ سکتے تھے چنانچہ وہ النبی کا نام اُٹھ جانے کی وجہ یوں لکھتے ہیں :۔

"لِاَنْ لَا يَتَخَيَّلَ مُتَخَيِّلٌ اَنَّ الْمُطْلِقَ لِهٰذَا اللَّفْظِ يُرِيْدُ نُبُوَّةَ التَّشْرِيْعِ فَيَغْلَطَ"

یعنی تا یہ خیال پیدا نہ ہو کہ اس لفظ کا لفظ والا تشریعی نبوت کا مدعی ہے اور اس طرح اس کے متعلق غلطی واقع ہو جائے ورنہ غیر تشریعی انبیاء کو اصحاب نبوۃ مطلقہ قرار دے کر اُن کے لئے انبیاء الاولیاء کے الفاظ وہ خود استعمال کرتے ہیں (دیکھئے فتوحات مکیہ صفحہ ۹، ۷، ۸) آپ اس نبوت الولایت کو محدثین اُمّتِ محمدیہ اور غیر تشریعی انبیاء بنی اسرائیل میں مشترک سمجھتے ہیں۔ چنانچہ وہ مسیح موعود کے متعلق بھی لکھتے ہیں :۔

"يَنْزِلُ وَلِيًّا ذَا نُبُوَّةٍ مُطْلَقَةٍ يَشْرِكُهُ فِيْهَا الْاَوْلِيَاءُ الْمُحَمَّدِيُّوْنَ فَهُوَ مِنَّا وَسَيِّدُنَا" (فتوحات مکیہ جلد ۲ صـ۴۹)

یعنی وہ ایسے ولی کی صورت میں نازل ہونگے جو نبوت مطلقہ رکھتا ہوگا۔ جس میں محمدی اولیاء بھی شریک ہیں۔

اس سے ظاہر ہے کہ ان کے نزدیک نبی الاولیاء نبوّت مطلقہ کا بھی حامل ہوتا ہے کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کا بعد از نزول با وجود غیر تشریعی ہونے کے بلاشک نبی ہونا انہیں مسلّم ہے جیسا کہ پہلے مذکور ہوا۔ اور مندرجہ بالا حوالہ میں وہ انہیں صاحبِ نبوّتِ مطلقہ ولی قرار دے رہے ہیں۔

اس ضروری تمہید کے بعد اب ہم علی الترتیب ان حوالوں کے متعلق بحث کرتے ہیں جن کے پیش کرنے کو مولوی لال حسین صاحب نے احمدیوں کا کذب افتراء قرار دیا ہے۔

۱۔ لَوْعَاشَ اِبْرَاهِيْمُ لَكَانَ صِدِّيْقًا نَبِيًّا

یہ حقیقت اپنی جگہ ثابت ہے کہ ابن ماجہ کی اس حدیث کے یہ کلمات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آیت خاتم النبیین کے نزول سے پانچ سال بعد اپنے فرزند ابراہیمؑ کی وفات پر اُن کی شان کے متعلق بیان فرمائے تھے۔ ان سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آیت خاتم النبیین اُمت میں نبی آنے کے متعلق روک نہ تھی۔ بلکہ صرف صاحبزادہ ابراہیمؑ کی وفات اُن کے نبی بننے میں روک بنی ہے ورنہ ان میں فطری استعداد نبی بننے کی موجود تھی۔ اگر آیت خاتم النبیین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ہر قسم کے نبی کے آنے میں مانع ہوتی۔ تو آپ بجائے ان الفاظ کے یہ فرماتے ۔

لَوْ عَاشَ لَمَا كَانَ نَبِيًّا لِاَنِّيْ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ

کہ اگر ابراہیم زندہ بھی رہتا تو بھی نبی نہ ہوتا کیونکہ میں خاتم النبیین ہوں۔

گویہ حدیث اُمت میں نبوت کے امکان پر روشن دلیل تھی۔ مگر بعض لوگوں نے غلط فہمی سے اس حدیث کو ضعیف کہہ کر ردّ کرنے اور باطل قرار دینے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ نووی اور ابن عبدالبر اور شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی کے اقوال سے مولوی لال حسین صاحب اختر نے اس حدیث کو

ضعیف ٹھہرانے کی کوشش کی ہے۔ بیشک ابنِ ماجہ کی اس حدیث کے راوی ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان عیسٰی کو بعض محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے لیکن بعض نے اس کو ثقہ بھی قرار دیا ہے چنانچہ تہذیب التہذیب نیز اکمال الاکمال میں لکھا ہے:۔

"قَالَ یزید بنُ ہارونَ مَا قضیٰ رجلٌ اَعْدَلَ فِی الْقَضَاءِ مِنْہُ
وَقَالَ ابنُ عدیٍ لہٗ احادیثٌ صالحۃٌ وَ ھُوَ خَیْرٌ مِنْ
ابی حیۃ " (تہذیب التہذیب جلد ا ص۱۴۵ و اکمال الاکمال
فی اسماء الرجال ص۲)

یعنی ابن ہارون نے کہا ہے کہ ابراہیم بن عثمان سے بڑھ کر کسی نے قضا میں عدل نہیں کیا۔ اور ابن عدی کہتے ہیں کہ اس کی احادیث اچھی ہیں اور وہ ابی حیہ سے بہتر راوی ہے۔

اور ابوحیہ کے متعلق جس سے ابن عدی نے راوی زیر بحث حدیث کو بہتر قرار دیا ہے، تہذیب التہذیب جلد اوّل صفحہ ۱۱۳ پر لکھا ہے:۔

وَثَّقَہٗ دارقطنی وقَالَ النَّسَائِیُ ثِقَۃٌ یعنی امام دارقطنی نے ابوحیہ کو ثقہ قرار دیا ہے اور نسائی بھی اسے ثقہ کہتے ہیں۔

پس اگر نسائی وغیرہ نے ابی شیبہ کو ضعیف قرار دیا ہے تو ابن عدی اُسے ابوحیہ سے بھی بہتر راوی سمجھتے ہیں جسے خود نسائی ثقہ قرار دے رہے ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ حدیث زیر بحث کے معنے چونکہ ان لوگوں پر نہ کھلے تھے اس لئے انہوں نے روایت کو ضعیف قرار دے دیا ہے۔ چنانچہ امام علی القاری علیہ الرحمۃ نے ابن عبد البر کے قول کی تردید میں لکھا ہے غَرَابَتُہٗ لَا یَخْفٰی کہ

اس کا یہ قول قابلِ تعجب ہے۔ پھر حدیث زیرِ بحث کے متعلق لکھا ہے:۔
لَهُ طُرُقٌ ثَلَاثَةٌ يُقَوِّي بَعْضُهَا بِبَعْضٍ۔ کہ یہ حدیث تین طریقوں
سے مروی ہے جن سے یہ حدیث قوت پا رہی ہے۔
پس امام علی القاری اس حدیث کو تین صحابہ کے طریقوں سے مروی ہونے کی وجہ سے قوی یعنی صحیح حدیث سمجھتے ہیں اور اس کی یہ تشریح فرماتے ہیں:۔
"لَوْ عَاشَ وَصَارَ نَبِيًّا وَكَذَا لَوْ صَارَ عُمَرُ نَبِيًّا لَكَانَا مِنْ أَتْبَاعِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ" کہ اگر صاحبزادہ ابراہیمؑ زندہ رہتے اور نبی ہو جاتے اور اسی طرح اگر حضرت عمرؓ نبی ہو جاتے تو وہ دونو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متبعین میں سے ہوتے۔
پھر اس اعتراض کا جواب کہ کیا یہ بات خاتم النبیین کے خلاف نہیں؟ یُوں دیتے ہیں:۔
فَلَا يُنَاقِضُ قَوْلَهُ تَعَالَى خَاتَمَ النَّبِيِّينَ إِذَا لْمَعْنَى أَنَّهُ لَا يَأْتِي نَبِيٌّ بَعْدَهُ يَنْسَخُ مِلَّتَهُ وَلَمْ يَكُنْ مِنْ أُمَّتِهِ وَيُقَوِّيهِ حَدِيثُ لَوْ كَانَ مُوسَى حَيًّا لَمَا وَسِعَهُ إِلَّا اتِّبَاعِي

(موضوعات کبیر صفحہ ۵۸-۵۹)

یعنی صاحبزادہ ابراہیمؑ کا نبی ہو جانا آیت خاتم النبیین کے خلاف نہ ہوتا کیونکہ خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے اور آپ کی اُمت میں سے نہ ہو۔ ان معنی کو حدیث نبوی، "اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو میری پیروی کے سوا انہیں کوئی چارہ نہ ہوتا" بھی قوت دے رہی ہے۔

گویا یہ حدیث تین طریقوں سے قوت پانے کے بعد چوتھی حدیث کے مضمون سے بھی قوت پا رہی ہے۔ پس خاتم النبیین کے معنے انہوں نے معیّن کر دیئے ہیں۔ اور دو شرطوں کے ساتھ نبوت منقطع قرار دی ہے۔ پہلی شرط یہ ہے کہ کوئی ناسخِ شریعت محمدیہ نہیں آسکتا۔ دوسری شرط یہ ہے کہ امت محمدیہ سے باہر کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا اگر صاحبزادہ ابراہیمؑ زندہ رہتے اور نبی ہوجاتے تو وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تابع یعنی اُمتی نبی ہوتے۔ کیونکہ اُمتی نبی خاتم النبیین کے منافی نہیں۔ ظاہر ہے ان معنوں سے امام علی القاری علیہ الرحمۃ نے ابن عبدالبرّ اور امام نووی وغیرہ کے اس خیال کو ردّ کر دیا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ اُن کے نزدیک یہ حدیث معنوی طور سے آیت خاتم النبیین کے خلاف نہیں اور لفظی طور پر تین صحابہ کے طریقوں سے مروی ہونے کی وجہ سے صحیح حدیث ہے۔ ضعیف نہیں ہے۔ بیضاوی کے حاشیہ الشہاب علی البیضاوی میں بھی اس حدیث کے متعلق صاف لکھا ہے:۔

امّا صحّۃُ الحدیثِ فلا شبہۃَ فیھا۔ کہ اس حدیث کے صحیح ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

علامہ شوکانی اس حدیث کے بارہ میں نوویؔ کے اس خیال کو کہ یہ حدیث باطل ہے، یوں ردّ کرتے ہیں:۔

وَھُوَ عَجِیْبٌ مِنَ النَّوَوِیِّ مَعَ وُرُوْدِہٖ عَنْ ثَلَاثَۃٍ مِنَ الصَّحَابَۃِ وَکَاَنَّہٗ لَمْ یَظْھَرْ لَہٗ تَاوِیْلُہٗ ؕ

(الفوائد المجموعہ صفحہ ۱۴۱)

یعنی نووی کا اس حدیث سے انکار عجیب ہے۔ باوجودیکہ اس حدیث کو تین صحابہ نے روایت کیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نووی پر اس کے صحیح معنے نہیں کھلے

حدیث لَوْ عَاشَ اِبْرَاهِیْمُ لَكَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا کے متعلق مولوی لال حسین صاحب نے یہ بھی لکھا ہے:۔

"اس روایت میں حرف لَوْ ہے جو امتناع اور ناممکنات کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا (انبیاء : ۲۳) اگر زمین و آسمان دونوں میں اللہ تعالیٰ کے سوا معبود ہوتا تو دونو بگڑ جاتے۔ جیسے دو خدا نہیں ہو سکتے اسی طرح حضرت ابراہیم ابنہ نہ رہ سکتے تھے نہ نبی ہو سکتے تھے"

(ٹریکٹ مولوی لال حسین صلا)

پھر آیت لَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (انعام آیت ۸۸) پیش کر کے لکھتے ہیں:۔

"اس آیت میں تعلیق بالمحال ہے۔ یعنی حرف لَوْ سے یہ مسئلہ فرضی طور پر بیان کیا گیا ہے کہ بالفرض اگر نبی بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہراتے تو اُن کے تمام اعمال اکارت اور ضائع ہو جاتے۔ کیا مرزائیوں کے مذہب میں اس سے یہ استدلال صحیح ہوگا کہ نبیوں سے شرک ہو سکتا ہے نعوذ باللہ منہ" (ٹریکٹ مولوی لال حسین ص۲۹)

الجواب۔ جناب مولوی لال حسین صاحب لَوْ کے استعمال میں غلطی خوردہ ہیں۔ لَوْ کا استعمال دو طرح ہوتا ہے۔ وہ یاد رکھیں کہ کبھی شرط کے محال ہونے

پر جزا کا محال ہونا صرف اس شرط کے نہ پایا جانے پر موقوف ہوتا ہے ورنہ جزا اپنی ذات میں محال نہیں ہوتی۔ اُوپر کی دونوں مثالوں کا یہی حال ہے۔ پہلی مثال میں دو خداؤں کا ہونا محال ہے اور دو خداؤں کے پایا جانے کی صورت میں زمین و آسمان میں فساد ضروری قرار دیا گیا ہے۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اگر دو خدا نہ پائے جائیں تو پھر فساد ممکن ہی نہیں بلکہ محال ہی ہے۔ کیونکہ فساد کا امکان تو اس کے بغیر بھی قیامت سے پہلے مسلّم ہے۔ پس فساد دو خداؤں کے بغیر بھی ممکن ہوا۔

اسی طرح دوسری مثال میں انبیاء سے شرک محال قرار دے کر ان کے عملوں کا اکارت جانا محال قرار دیا گیا ہے۔ ورنہ لوگوں کے عمل کا اکارت جانا شرک کے علاوہ کفر و فسق کی وجہ سے بھی ہو سکتا ہے۔ گویا اس مثال میں جزا فی نفسہٖ محال نہیں بلکہ ممکن الوقوع ہے۔ گو نبی سے اس کا امکان محال ہے۔

اسی طرح حدیث لَوْعَاشَ اِبْرَاهِيْمُ لَكَانَ صِدِّيْقًا نَبِيًّا میں شرط لَوْعَاشَ اِبْرَاهِيْمُ نہ پایا جانے کی وجہ سے ابراہیم کا نبی ہونا محال قرار دیا گیا ہے۔ ورنہ اپنی ذات میں اُمّتی نبی ہونا آیت خاتم النبیین کے منافی نہیں ہے۔ اسی لئے تو امام علی القاریؒ بتاتے ہیں کہ خاتم النبیین کے معنے یہ ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں ہو سکتا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے اور آپ کا اُمّتی نہ ہو۔ گویا یہ آیت تشریعی اور مستقل نبی کی آمد میں مانع ہے۔ اُمّتی نبی کا آنا اس کے منافی نہیں۔ پس امتی نبی کا آنا آیت خاتم النبیین کے رو سے محال نہ ہوا۔

جناب مولوی لال حسین صاحب آیت ذیل پر غور فرمائیں۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ

یعنی اگر یہود ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو اُن کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہتر ثواب ہوتا۔ مراد یہ ہے کہ چونکہ وہ ایمان نہیں لائے اس لئے ثواب سے محروم ہیں۔ ورنہ اُن کے ایمان نہ لانے سے دوسرے ایمان لانے والے ثواب سے محروم نہیں۔ پس اپنی ذات میں ثواب پانے کا امکان ہے۔ لیکن ان یہودیوں کے لئے جو ایمان نہ لائے بہتر ثواب پانا محال قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح اپنی ذات میں اُمتی نبی ہونا ممکن ہے۔ آیت خاتم النبیین کے منافی نہیں۔ گو صاحبزادہ ابراہیمؑ کی زندگی کے محال ہونے پر ان کے لئے نبی ہونا محال قرار دیا گیا ہے نہ اپنی ذات میں۔ فتدبروا یا اولی الابصار۔

۲۔ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول

ہمارے پمفلٹ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول بھی پیش کیا گیا تھا۔

قُوْلُوْا اِنَّهٗ خَاتَمُ الْاَنْبِيَاءِ وَلَا تَقُوْلُوْا لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ

(در منثور جلد ۵ صفحہ ۲۰۴ و تکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵)

کہ اے لوگو! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء تو ضرور کہو مگر یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کسی قسم کا نبی نہ آئے گا" یہ قول اور اس کا ترجمہ درج کرنے کے بطور تشریحی نوٹ آگے لکھا گیا تھا۔

اللہ اللہ ہماری مادرِ مشفقہ کا خیال کہاں تک پہنچا۔ آپ نے وا لیے
خطرات کو چودہ سو سال قبل بھانپ لیا۔ کس لطیف انداز میں فرماتی
ہیں کہ اے مسلمانو! کبھی لا نبی بعدی کے الفاظ سے ٹھوکر نہ کھانا۔
خاتم النبیین کی طرف نگاہ رکھنا۔ مگر یہ نہ کہنا کہ آپ کے
بعد کوئی نبی نہیں"

مولوی لال حسین اس تشریحی نوٹ کے ایک حصہ کو نقطے دے کر حذف کرنے
کے بعد درج کرتے ہوئے حسب عادت گالیاں دینے کے بعد لکھتے ہیں:۔

"اگر اُمتِ مرزائیہ حضرت ام المومنین کے یہ الفاظ دُنیا کی کسی کتاب
سے دکھا دے تو ہم اُسے ایک ہزار روپیہ نقد انعام دیں گے"

جناب مولوی لال حسین صاحب اس عبارت میں بے جا تعلّی فرما رہے ہیں کہ
وہ ایک ہزار روپیہ نقد انعام دیں گے۔ انعام کس بات پر مقرر کرتے ہیں تشریحی
الفاظ کو حضرت عائشہ صدیقہؓ کے قول میں سے دکھانے پر حالانکہ اصل قول تو
ہمارے پمفلٹ میں ان الفاظ میں موجود ہے:۔

"قُوْلُوْا اِنَّہٗ خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ وَ لَا تَقُوْلُوْا لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ"

اور اس کے متعلق معتبر کتابوں کے حوالے بھی درج ہیں اور مقصود بھی حضرت
امّ المومنین رضی اللہ عنہا کا یہی ہے کہ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کے معنے کے متعلق
مسلمانوں کو ٹھوکر سے بچائیں۔ اسی لئے انہوں نے لا نبی بعدہٗ کہنے سے منع
فرمایا۔ حالانکہ لا نبی بعدہٗ کا قول بظاہر حدیث " لا نبی بعدی"
کے مطابق ہے۔ پس اگر کسی ٹھوکر سے بچانا مقصود نہ ہوتا تو لَا نَبِیَّ

بعدی کی حدیث کی موجودگی میں وہ کیوں فرماتیں کہ تم لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ نہ کہا کرو۔ کیا جو بات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ اس کے کہنے سے حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا منع فرماتی ہیں؟ ہرگز نہیں۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ لا نبی بعدی کے ایک معنی سے جو یہ ہو سکتے ہیں کہ میرے بعد مطلق کوئی نبی نہیں بوجہ غلط معنے ہونے کے امّت کو ضرور ٹھوکر لگ سکتی تھی۔ کیونکہ صحیح معنیٰ اس کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک یہ تھے کہ آپ کے بعد کوئی مستقل نبی نہیں آئے گا اس لئے احتیاطاً حضرت ام المومنینؓ نے مسلمانوں کو خاتم الانبیاء کہنے کی ہدایت فرمائی اور لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ کہنے سے منع فرما دیا۔ تشریحی نوٹ کے الفاظ کا اصل قول سے دکھانا لازم نہیں آتا۔

جناب مولوی لال حسین صاحب نے امام محمد طاہر کے قول کو اپنے ٹریکٹ کے صفحہ ۱۱ و ۱۲ پر درج کرنے کے بعد اس کے متعلق یہ لکھا ہے:۔

"واضح بیان ہے کہ اگر لا تقولوا لا نبی بعدہ حضرت ام المومنین کا مقولہ ثابت ہو جائے تو اس کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا آسمان سے نزول ہوگا۔ ان کا تشریف لانا حدیث لا نبی بعدی کے خلاف نہیں۔ اس لئے حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ایسا نبی نہیں آسکتا جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے دین کو منسوخ کر دے"

خط کشیدہ الفاظ مولوی لال حسین کا امام محمد طاہر علیہ الرحمۃ پر افتراء ہیں۔

کہ "اگر لا تقولوا لا نبیّ بعدہٗ حضرت ام المومنین کا مقولہ ثابت ہو جائے"

مولوی لال حسین امام محمد طاہرؒ کے قول میں یہ الفاظ تا قیامت نہیں دکھا سکتے اور یقیناً نہیں دکھا سکتے۔ پس ان کے الفاظ محض جھوٹ اور بہتان ہیں۔ کیونکہ امام محمد طاہرؒ نے ایسا ہرگز نہیں فرمایا کہ "اگر لَا تقولوا لا نبیّ بعدہٗ حضرت ام المومنین کا مقولہ ثابت ہو جائے"

مولوی لال حسین کی تعلّی

مولوی لال حسین صاحب اپنے ٹریکٹ کے صفحہ ۹ پر لکھتے ہیں:-

"جملہ قولوا انّہٗ خاتمُ الانبیاءِ و لاتقولوا لا نبیّ بعدہٗ کی حضرت ام المومنین کی طرف نسبت یہ ایسا قول ہے کہ دنیا کی کسی مستند کتاب میں اس کی سند نہیں ——— اور حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا تک اس قول کی سند دکھا دو تو دس ہزار روپیہ انعام لو"

الجواب:- مولوی لال حسین صاحب پر واضح ہو کہ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کا یہ قول ہرگز بے سند نہیں۔ حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب الدر المنثور میں زیر آیت خاتم النّبیّین اس قول کو یوں درج فرمایا ہے:-

"اخرج ابنُ ابی شیبۃَ عن عائشۃَ قولوا خاتمُ الانبیاءِ و لاتقولوا لَا نبیَّ بعدہٗ"

حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کو اپنے زمانہ کا مجدد تسلیم کیا جاتا ہے۔ ان کی مندرجہ بالا عبارت سے ظاہر ہے کہ یہ عبارت بے سند نہیں بلکہ اس کی تخریج محدث ابوبکر عبداللہ بن ابی شیبہ نے حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے کی ہے۔ پھر امام صاحب موصوف اپنی تفسیر الدر المنثور جلد اوّل کے شروع میں تحریر فرماتے ہیں:-

"جب میں نے کتاب "ترجمان القرآن" رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی سند سے تالیف کی اور وہ بحمد اللہ کئی جلدوں میں پوری ہوئی۔ تو میں نے دیکھا کہ اکثر لوگوں کی ہمتیں اس کی تفصیل سے قاصر ہیں۔ اور وہ اسناد کے بغیر صرف متون اثر (الفاظ روایت) کی رغبت رکھتے ہیں تو میں نے اس مختصر (الدر المنثور) کو تفسیر ترجمان القرآن سے ملخص کیا ہے۔ اس میں صرف روایات کے متن پر اختصار کیا ہے اور ان کی سند کے متعلق ہر معتبر کتاب کا جس میں اس کی تخریج ہوئی ہے حوالہ دے دیا ہے۔ اور اس کا نام الدر المنثور فی التفسیر بالماثور رکھا ہے" (ترجمہ)

اس سے ظاہر ہے کہ حضرت امام جلال الدین سیوطی نے الدر المنثور کی تمام روایات "ترجمان القرآن" میں باسند درج کی ہیں۔ اور الدر المنثور میں صرف یہ بتا دیا ہے کہ اس روایت کی تخریج کس کتاب میں ہوئی ہے۔ پس مولوی لال حسین صاحب کا اس روایت کو بے سند قرار دینا ان کی ناواقفی اور لاعلمی کی دلیل ہے۔ اور دراصل حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ پر بہتان عظیم ہے کہ انہوں نے یہ روایت بے سند درج کی ہے۔ کیا مولوی لال حسین صاحب حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کا مندرجہ بالا بیان پڑھنے کے بعد بھی اپنے اس انعامی چیلنج پر قائم ہیں۔ دیدہ باید۔

اب رہی یہ بات کہ امام محمد طاہر علیہ الرحمۃ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کے قول کے متعلق اپنا یہ خیال ظاہر کیا ہے:-

"هٰذَا نَاظِرٌ اِلٰی نُزُوْلِ عِیْسٰی"

یعنی حضرت عائشہ الصدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول اس بات کے مدنظر ہے۔ کہ عیسےٰ علیہ السّلام نازل ہوں گے۔ یہ ہمارے مقصد کے خلاف نہیں۔ گو یہ امام محمد طاہر صاحب کا اپنا قیاس ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے الفاظ میں اس کا مطلقاً ذکر نہیں۔ مگر خواہ بقول امام محمد طاہر صاحبؒ نزولِ عیسٰی کو مدنظر رکھ کر حضرت عائشہ صدیقہ کا یہ قول فرض کیا جائے امام محمد طاہر صاحبؒ نے حدیث لا نبی بعدی کا مطلب واضح فرما دیا ہے جسے مولوی لال حسین صاحب اختر نے تسلیم کر لیا ہے کہ:-

"حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے دین کو منسوخ کرے اور حضرت عیسٰی علیہ السلام تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے دین کی اشاعت کیلئے تشریف لائیں گے نہ کہ اسلامی تعلیمات کو منسوخ کرنے کیلئے" (ٹریکٹ صـ۱۲)

اس سے ظاہر ہے کہ ہمارا اور مولوی لال حسین صاحب کا اعتقاد یہ ہے کہ مسیح موعود نبی اللہ ہے ہاں ہم احمدی نزولِ عیسٰی کی حدیث کا تعلق ایک مثیل مسیح سے سمجھتے ہیں کیونکہ حدیثوں میں اس کے متعلق اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ (صحیح بخاری) اور فَاَمَّکُمْ مِنْکُمْ (صحیح مسلم) اور اِمَامًا مَھْدِیًّا (مسند احمد بن حنبل) کے الفاظ وارد ہیں جن کا مفہوم یہ ہے کہ یہ موعود عیسٰی اُمّت محمدیہ میں سے اُمّت کا امام ہے جسے مسند احمد کی حدیث میں امام مہدی بھی قرار دیا گیا ہے۔

پس ہم دونوں فریق متفق ہیں کہ حدیث لا نبیّ بعدی ایسے نبی کے آنے کے لئے مانع نہیں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دین کی اشاعت کیلئے تشریف لائے۔ مولوی لال حسین صاحب ایسا آنے والا نبی حضرت عیسٰی علیہ السّلام کو سمجھتے ہیں اور ہم لوگ یہ موعود عیسےٰ ایک اُمّتی فرد کو سمجھتے ہیں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور آپ کے افاضۂ روحانیہ سے مقامِ نبوّت پا کر اشاعت دینِ محمدی کے

لئے آسکتے والا تقا۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک ٭

مولوی لال حسین صاحب نے لکھا ہے :-

"بعض حضرات نے ایسی عبارات (یعنی غیر تشریعی نبی آسکتا ہے۔ ناقل)

لکھی ہیں۔ ان کے پیش نظر تین امور تھے"

ان میں سے دوسرا امر آپ یہ بیان فرماتے ہیں :-

"حدیث لَمْ یَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ (نبوت سے سوائے

مبشرات کے کچھ باقی نہیں) میں نبوت کے ایک جزء کو باقی قرار دیا گیا ہے

یہ حدیث سطحی طور پر لا نبیّ بعدی کے مخالف نظر آتی ہے"

(ٹریکیٹ صہ)

پھر مولوی لال حسین صاحب صفحہ ۶ پر حضرت ام المومنین عائشہ الصدیقہ رضی اللہ عنہا

کی ایک روایت پیش کرتے ہوئے جس میں رؤیائے صالحہ کے مسلمانوں کے لئے

باقی رکھنے کا ذکر ہے۔ اس کی تشریح شیخ اکبر کے الفاظ میں یوں درج کرتے ہیں :-

"کما ارتفعت النُّبُوَّةُ بِالْکُلِّیَّةِ - وَلِهٰذَا قُلْنَا اِنَّمَا

ارْتَفَعَتْ نُبُوَّةُ التَّشْرِیْعِ فَهٰذَا معنی لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ"

اور اس کا ترجمہ مولوی لال حسین صاحب نے خود یہ کیا ہے :-

"پس اس اعتبار سے کلّی طور پر نبوّت ختم نہیں ہوئی۔ اسی وجہ سے

ہم نے کہا ہے کہ لا نبی بعدی کا معنے یہ ہے کہ حضور

کے بعد نبوّتِ تشریعی باقی نہیں۔ کیونکہ رؤیا صالحہ اور مبشرات

باقی ہیں۔"

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسیح موعود کی نبوّت امتِ محمدیہ میں ظہور کے بعد مبشّرات والی غیر تشریعی نبوت ہی ہوگی یا تشریعی نبوت؟ مسیح موعود کو تشریعی نبی تو مولوی لال حسین صاحب اور ہم احمدی دونوں نہیں مانتے اور نہ مستقل نبی ہی مانتے ہیں۔ پس صاف ظاہر ہے کہ مسیح موعود اس حدیث کی موجودگی میں المبشرات والی غیر تشریعی نبوت کی وجہ سے ہی نبی کہلا سکتے ہیں اور المبشرات کی وجہ سے ہی نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں حدیث میں نبی اللہ کہا ہے۔ تشریعی نبوت تو حدیث لَمْ یَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ کے الفاظ "لَمْ یَبْقَ" کی وجہ سے باقی نہیں رہی۔ چونکہ بموجب حدیث علمائے اُمت مسیح موعود کو بعد از نزول نبی اللہ تسلیم کرتے ہیں۔ لہذا صاف ظاہر ہے کہ مسیح موعود کا غیر تشریعی نبی ہونا اور نبی اللہ کہلانا قابل اعتراض نہیں۔ بلکہ بموجب حدیث ہذا مسیح موعود مبشرات کو علیٰ وجہ الکمال پانے کی وجہ سے ہی نبی اللہ کہلا سکتا ہے۔ درمیانی عرصہ کے بزرگوں نے بھی مبشرات کو ایک حد تک پایا ہے مگر وہ اس وجہ سے نبی نہیں کہلا سکتے کہ خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:-

اَلَا اِنَّہٗ لَیْسَ بَیْنِیْ وَ بَیْنَہٗ نَبِیٌّ کہ سُن لو۔ میرے اور عیسٰی موعود کے درمیان کوئی نبی نہیں" (طبرانی)

پس ہمارا اور مولوی لال حسین صاحب اختر کا مسیح موعود کے نبی اللہ ہونے پر اتفاق ثابت ہوگیا۔ اختلاف ہے تو صرف مسیح موعود کی شخصیت میں ہے مسیح موعود کا نبی ہونا وہ بھی مانتے ہیں اور ہم بھی۔

حضرت محی الدّین ابنِ عربیؒ کا قول

ہمارے پمفلٹ میں حضرت محی الدّین ابن عربی علیہ الرحمت کے ایک قول کا ترجمہ ان الفاظ میں درج کیا گیا تھا :۔

"وہ نبوّت جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے آنے سے ختم ہوئی ہے وہ صرف شریعت والی نبوّت ہے نہ کہ مقامِ نبوّت ۔ پس اب ایسی شریعت نہیں آسکتی جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو منسوخ قرار دے یا آپ کی شریعت میں کوئی حکم زائد کرے یہی معنے اس حدیث کے ہیں کہ اِنَّ الرِّسَالَۃَ وَالنُّبُوَّۃَ قَدْ انْقَطَعَتْ ۔ کہ اب رسالت اور نبوّت منقطع ہو گئی ۔ میرے بعد رسُول ہے نہ نبی ۔ یعنی کوئی ایسا نبی نہیں ہوگا جو ایسی شریعت پر ہو جو میری شریعت کے خلاف ہو ۔ بلکہ جب کبھی نبی آئے گا تو وہ میری شریعت کے تابع ہوگا "

(فتوحات مکیہ جلد ۲ صفحہ ۳)

مولوی لال حسین صاحب اختر ہمارے اس ترجمہ کی صحت سے انکار نہیں کر سکے ۔ اس قول میں حضرت محی الدین ابن عربی علیہ الرحمۃ نے انقطاع نبوّت بیان کرنے والی حدیثوں کی تشریح میں یہ لکھا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ ہے کہ آئندہ کوئی ایسا نبی نہیں ہوگا جو ایسی شریعت پر ہو جو میری شریعت کے خلاف ہو ۔ بلکہ جب کبھی نبی آئے گا تو وہ میری شریعت

کے تابع ہو گا۔

مولوی لال حسین صاحب اُوپر کی عبارت کی تشریح میں اپنے ٹریکٹ میں لکھتے ہیں :-

"وہ ولایتِ الہام اور مبشرات کو اُمّت میں جاری مانتے ہیں۔ اور اسی کو غیر تشریعی نبوت کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان سے نزول کے قائل ہیں۔ آمدِ ثانی کے بعد حضرت مسیح پر کسی نئے اوامر اور نواہی کا نزول نہیں مانتے۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اُمتی کی حیثیت سے تشریف لائیں گے۔ وہ شریعت محمدیہ کو منسوخ نہ کرینگے بلکہ اسی شریعت کی متابعت کریں گے۔" (ٹریکٹ مولوی لال حسین صلا)

ہمیں مولوی لال حسین صاحب کی یہ تشریح بھی مسلّم ہے اور ہم اس تشریح پر صرف یہ امر زیادہ کرتے ہیں کہ حضرت محی الدین ابن عربی موعود عیسیٰ کو جب غیر تشریعی نبی مانتے ہیں نہ کہ تشریعی نبی۔ تو ساتھ ہی وہ اس بات کے بھی قائل ہیں کہ وہ بلا شک نبی ہوں گے اور نبوّت مطلقہ رکھتے ہوں گے۔ اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اصالتاً نزول کے بھی قائل نہیں بلکہ لکھتے ہیں :-

"وَجَبَ نُزُوْلُهٗ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ بِتَعَلُّقِهٖ بِبَدَنٍ اٰخَرَ"

(تفسیر شیخ اکبر برحاشیہ عرائس البیان)

۱۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول آخری زمانہ میں کسی دوسرے بدن کے تعلق سے ہوگا۔

اس کے صاف یہ معنیٰ ہیں کہ یہ نزول اصالتاً نہیں ہوگا۔ بلکہ بروزی ہوگا۔

مولوی لال حسین صاحب نے اس جگہ لکھا ہے :-

"حیرت اور ہزار حیرت ہے امتِ مرزائیہ پر کہ ان کے قادیانی نبی نے حضرت محی الدین ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ اور وحدت الوجود کا عقیدہ رکھنے والوں پر کافر ملحد اور زندیق کا فتویٰ لگایا ہے۔ (وحدت الوجود پر حضرت اقدس کا خط بنام میر عباس علی) لیکن مرزائی ہیں کہ اپنے نبی کی نبوّت ثابت کرنے کے لئے معاذ اللہ اسی ملحد اور زندیق کی پناہ لے رہے ہیں۔ ان کے طرزِ استدلال پر ارسطو کی رُوح بھی پھڑک اُٹھی ہوگی"

(ٹریکٹ صفحہ ۱۳-۱۴)

ہم نے میر عباس علی کے نام محوّلہ خط کا مطالعہ کیا ہے۔ اس میں کسی جگہ بھی حضرت اقدس نے حضرت محی الدین ابنِ عربی علیہ الرحمۃ کو کافر ملحد اور زندیق کا فتویٰ نہیں دیا۔ مولوی لال حسین صاحب کے اس جھوٹ پر تو بڑے بڑے جھوٹوں کی رُوح بھی پھڑک اُٹھی ہوگی۔ علاوہ ازیں جب مولوی لال حسین صاحب کے نزدیک وہ ملحد و کافر نہیں کیونکہ اس کا ذکر انہوں نے معاذ اللہ کے الفاظ سے کیا ہے تو ان کے اسی مسلّمہ بزرگ کے قول کو اُن کے سامنے پیش کرنے کا ہمیں ہر طرح حق حاصل ہے۔ حضرت محی الدین ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ کی اجتہادی خطا پر اللہ تعالیٰ کا مواخذہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ المجتہد یخطئ ویصیب مسلّم ہے۔ گو

فی نفسہٖ وحدت الوجود کا مسئلہ الحاد ہی ہے۔ غلط اجتہاد پر مجتہد سے خدا تعالیٰ مؤاخذہ نہیں کرتا کیونکہ حدیث نبوی میں وارد ہے کہ اگر مجتہد غلط اجتہاد کرے تو اس کے لئے ایک اجر ہے اور اگر درست اجتہاد کرے تو اس کے لئے دو اجر ہیں

حضرت مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ کا قول

ہمارے پمفلٹ میں مولانا جلال الدین رُومی علیہ الرحمۃ کا یہ قول پیش کیا گیا تھا۔

فکر کُن در راہِ نیکو خدمتے
تا نبوّت یابی اندر اُمّتے

کہ نیکی کی راہ میں خدمت کی ایسی تدبیر کر کہ تجھے اُمّت کے اندر نبوّت مل جائے۔

(مثنوی مولانا رُوم دفتر اوّل صفحہ ۵۳)

یہ شعر اپنے مضمون میں نہایت واضح ہے کہ حضرت مولانا رُوم علیہ الرحمۃ کے نزدیک اُمّت کے اندر نبوّت مل سکتی ہے۔ مگر مولوی لال حسین صاحب حق پر پردہ ڈالنے کے لئے اس کی تشریح یہ بتاتے ہیں کہ:۔

"نیک اعمال کے لئے کوشش کرنے سے مومن کو فیضانِ نبوّت سے نوازا جاتا ہے"

دیکھئے کس طرح حق پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مولانا رُوم علیہ الرحمۃ تو کہتے ہیں کہ اُمّت کے اندر نبوّت ملتی ہے۔ اور مولوی لال حسین صاحب ترجمہ میں کہتے ہیں "فیضان نبوّت سے نوازا جاتا ہے" اگر یہ ترجمہ درست سمجھا جائے

تو فیضانِ نبوّت سے نوازا جانا نبوّت ہی ہوئی جس سے کم و بیش مومنین کو حصّہ ملتا رہا ہے۔ مسیح موعود کا نبی اللہ ہونا تو حدیث سے ثابت ہے۔

پھر مولوی لال حسین صاحب نے خود مولانا روم علیہ الرحمۃ کا یہ شعر پیش کیا ہے ؎

آں نبیؐ وقت باشد اے مُرید!

تا ازو نورِ نبی آید پدید!

کہ اے مرید! پیر نبیؐ وقت ہوتا ہے تاکہ اس سے نُورِ نبی ظاہر ہو۔

پس جب پیر نبیؐ وقت ہوا تو عیسیٰ موعود تو بدرجہ اولیٰ نبی ہوگا۔ (جس کو امتی نبی ثابت کرنا ہمارے ٹریکٹ کا مقصد تھا۔) کیونکہ اُسے خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نبی بھی قرار دیا اور امتی بھی

خَاتَم کے معنوں میں ہمارے ٹریکٹ میں حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ کے یہ اشعار بھی لکھے گئے تھے ؎

بہرِ ایں خاتَم شد است او کہ بجُود

مثلِ اُو نے بُود نے خواہند بُود

یعنی آپ خاتم اس لئے ہوئے ہیں کہ آپ بے مثل ہیں۔ فیضِ رُوحانی کی بخشش میں آپ جیسا نہ کوئی پہلے (نبی) ہوا ہے اور نہ آئندہ آپ جیسے ہوں گے۔

چونکہ در صنعت برد استاد دست
تو نہ گوئی ختم صنعت بر تو است

کہ جب کوئی استاد صنعت و دستکاری میں کمال پیدا کرتا ہے اور سبقت لے جاتا ہے تو کیا تو یہ نہیں کہتا کہ تجھ پر صنعت و دستکاری ختم ہے۔ تجھ جیسا کوئی صنعت گر اور دستکار نہیں ہے۔

در کشاد ختم ہا تو خاتمی!
در جہاں رُوح بخشاں حاتمی!

کہ اے مخاطب مثنوی! جس طرح اعلیٰ درجہ کے کاریگر کو تو کہتا ہے کہ تجھ پر کاریگری اور دستکاری کا فن ختم ہے۔ اسی طرح تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب ہو کر کہہ سکتا ہے کہ بندشوں اور رکاوٹوں کے ہٹانے اور عقدہائے لاینحل کے حل کرنے میں تو خاتم یعنی ہمیشہ اور یگانۂ روزگار اور روحانیت عطا کرنے والوں کی دنیا میں تو حاتم کی طرح لاثانی ہے۔

پہلے شعر کے متعلق جناب مولوی لال حسین صاحب اختر لکھتے ہیں:۔

"اس شعر کو اجرائے نبوّت سے کیا تعلق۔ اس میں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل و کمالات اور روحانی فیوض کا تذکرہ ہے۔ یہ قادیانیوں کا محض افترا ہے کہ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ حضور رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم

...کے بعد اجرائے نبوت کے قائل تھے جس کا کوئی ثبوت وہ پیش نہیں کر سکتے"

الجواب: ہم پر افترا کا الزام تو سراسر بے بنیاد ہے۔ کیونکہ امت میں نبوت ملنے کے ثبوت میں تو پمفلٹ میں درج شدہ پہلے شعر کا دوسرا مصرعہ صاف شہادت دے رہا ہے ؏

"تا نبوّت یابی اندر اُمّتے"

(تا تجھے اُمّت کے اندر نبوت مل جائے)

پس مولانائے روم علیہ الرحمۃ بدرجاتِ مختلفہ امتی کا نبی ہو جانا ممکن سمجھتے ہیں جب بقول مولوی لال حسین صاحب وہ ہر متبع سنّت اور پیرِ مرشد کو ...انبیاء ہی کہتے ہیں تو مسیح موعود تو بدرجہ اولیٰ نبی ہوں گے جن کی اُمت کے اندر نبوت ثابت کرنا اس وقت مقصود ہے اور جسے حدیث نبوی میں نبی اللہ قرار دیا گیا ہے۔

حضرت امام عبدالوہاب الشعرانی کا قول

... ہمارے پمفلٹ میں حضرت امام صاحب موصوف کا یہ قول درج کیا گیا تھا ... "یاد رکھو کہ مطلق نبوت نہیں اُٹھی اور صرف شریعت والی نبوت ... اُٹھ گئی ہے"

(الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۲...)

... مولوی لال حسین صاحب جواب میں لکھتے ہیں:-

"حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ پر افتراء ہے کہ وہ حضور سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد مرزائیوں کی طرح غیر تشریعی نبوت کے قائل تھے۔ امام شعرانی نے تشریعی اور غیر تشریعی نبوت کی تقسیم انہی تین امور کے پیش نظر کی ہے جن کا ذکر ہم نے حضرت شیخ اکبر کے حوالہ سے کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں :-

. . . . " اسی طرح جب حضرت عیسٰی زمین پر نازل ہوں گے تو ہمارے نبی محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق فیصلہ کریں گے "

الجواب :- حضرت امام شعرانی علیہ الرحمۃ کے حوالہ کو مولوی لال حسین نے تسلیم کرلیا ہے۔ مگر پھر اس امر کو ہمارا افتراء قرار دیا ہے کہ وہ ہماری طرح غیر تشریعی نبوت کے اجراء کے قائل تھے۔ مولوی لال حسین صاحب کے نزدیک انہوں نے نبوت کی تقسیم تشریعی اور غیر تشریعی میں پہلے بیان کردہ تین امور کو مدنظر رکھ کر کی ہے۔ جب ہم اس تقسیم کو درست تسلیم کرتے ہیں تو ہمارا ان پر افتراء کیا ہوا۔ وہ خود کہتے ہیں کہ مطلق نبوت نہیں اٹھی۔ یہی ہم کہتے ہیں۔ مانا کہ انہوں نے نبی کی تقسیم تشریعی اور غیر تشریعی میں انہی امور کے پیش نظر کی ہے۔ کہ حضرت عیسٰی نبی اللہ آئیں گے اور حدیث لَمْ یَبْقَ مِنَ النُّبُوَّۃِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ کے مطابق مبشرات نبوت میں سے باقی ہیں۔ اس لئے مبشرات کا ملنا غیر تشریعی نبوت ہے اور اولیاء پر وحی و الہام کا دروازہ کھلا ہے۔ لہٰذا جب انہوں نے حضرت

عیسیٰ کا بحیثیت امتی نبی کے آنا مان لیا تو غیر تشریعی نبوت کو انہوں نے خود منقطع قرار نہیں دیا۔ یہی جماعت احمدیہ کا مذہب ہے۔ پس ہمارا اُن پر افتراء کیسے ہوا؟ وہ بھی نبوت مطلقہ کو بند نہیں مانتے۔ کیونکہ لکھتے ہیں :-

"جان لو کہ مطلق نبوت بند نہیں ہوئی۔ صرف تشریعی نبوت اٹھائی گئی ہے"

پس نبوت مطلقہ ان کے نزدیک بند نہیں۔ مسیح موعود کے متعلق وہ لکھتے ہیں :-

"فَیُرْسَلُ وَلِیًّا ذَا نُبُوَّۃٍ مُطْلَقَۃٍ"

(الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۸۹)

مسیح کو ایسے ولی کی صورت میں بھیجا جائے گا جو نبوت مطلقہ کا حامل ہو گا۔ گویا انہیں نبی الاولیاء بہ نبوت مطلقہ یقین کرتے ہیں۔ تو ان کا یہ قول ہمارے مذہب کا مؤید ہوا۔ کیونکہ ان کا مسیح موعود کو نبی ماننا ہمارے ہی مذہب کی تائید ہے۔ ہم بھی مسیح موعود کو نبی اللہ مانتے ہیں۔

مولوی لال حسین صاحب آگے اُن کا یہ قول نقل کرتے ہیں :-

هٰذَا الْبَابُ أُغْلِقَ بَعْدَ مَوْتِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا يُفْتَحُ لِاَحَدٍ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ وَلٰكِنْ بَقِيَ لِلْاَوْلِيَاءِ وَحْيُ الْاِلْهَامِ الَّذِیْ لَا تَشْرِيْعَ فِيْهِ۔

(الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۳۷)

کہ یہ دروازہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بند ہو چکا ہے اور قیامت تک کسی کے لئے نہیں کھلے گا۔ لیکن اولیاء اللہ

کے لئے وحی الہام باقی رہے جس میں شرعی احکام نہ ہوں گے۔

اس عبارت میں امام شعرانیؒ نے تشریعی نبوت کا دروازہ بند قرار دیا ہے اور اولیاء اللہ کے لئے وحی الالہام یعنی وحی غیر تشریعی کا دروازہ کھلا قرار دیا ہے۔ یہی مذہب حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کا بھی ہے۔ خدا کے ان اولیاء کو جنہیں وحی غیر تشریعی ملتی ہے ان بزرگوں نے جزوی طور پر نبی الاولیاء قرار دیا ہے اور مسیح موعود کو نبی الاولیاء بہ نبوتِ مطلقہ۔

مولوی لال حسین صاحب نے اس وحی کو مبشرات یعنی وحی غیر تشریعی تسلیم کرلیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:۔

"ہاں اولیاء اللہ کو الہامات ہوتے ہیں جن میں شرعی احکام یعنی اوامر و نواہی نہیں ہوتے۔ ان الہامات کو مبشرات کہا گیا ہے۔ ان پر نبوت کا اطلاق نہیں ہوتا۔"

یہ بات آپ نے حضرت محی الدین ابن عربیؒ اور امام شعرانیؒ کے عقیدے کے طور پر بیان کی ہے۔ مگر یہ بزرگوار تو اس وحی کے حاملین کو نبی الاولیاء کہتے ہیں اور اس نبوت کو غیر تشریعی نبوت قرار دیتے ہیں اور ساتھ ہی انہوں نے اس پر نبوۃ الولایۃ کا اطلاق جائز رکھا ہے۔ ہاں خالی نبوت کا اطلاق جائز نہیں رکھا۔ کیونکہ اس سے تشریعی نبوت کے دعویٰ کا شبہ ہوتا ہے۔ پس نبی کا اطلاق تو ان لوگوں کے لئے جائز ہے مگر اولیاء کے لفظ کی طرف مضاف کرکے یعنی وہ ایسے لوگوں کو خالی نبی نہیں بلکہ نبی الاولیاء کہتے ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی نزول کے بعد یہ دونوں بزرگ

نبی الاولیاء صاحبِ نبوّتِ مطلقہ تسلیم کرتے ہیں چنانچہ "فتوحاتِ مکیہ" مذکور "الیواقیت والجواہر" دونوں میں اس کے متعلق قبل ازیں حوالہ جات دیئے جا چکے ہیں کہ وہ مسیح موعود کا ایسے ولی کی صورت میں نزول مانتے ہیں جو صاحبِ نبوّتِ مطلقہ ہوگا۔ فتوحاتِ مکیہ میں ہی حضرت محی الدین ابنِ عربیؒ بعد از نزولِ عیسیٰ کو بلاشک نبی بھی قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:-

"فالتشریع امرٌ عارضٌ بکون عیسیٰ ینزل فینا حکماً من غیر تشریعٍ وھو نبیٌّ بلاشکٍّ" (فتوحات مکیہ جلد ۱ ص۵۷)

یعنی شریعت کا لانا تو نبوت پر ایک عارض حقیقت یعنی زائد بات ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہم میں بغیر شریعت کے نازل ہوں گے اور وہ بلاشک نبی ہوں گے۔

پس وہ غیر تشریعی نبی ہوئے اور سچ مچ نبی ہوئے اور نبوّتِ مطلقہ کے حامل ہوئے۔ ہم لوگ بھی حضرت مسیح موعود کو اسی قسم کا نبی مانتے ہیں نہ کہ تشریعی یا مستقل نبی۔

پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت ابنِ عربی علیہ الرحمۃ نے بلاشک نبی بھی قرار دیا ہے اور نبی الاولیاء بہ نبوّتِ مطلقہ بھی۔ اسی طرح امام شعرانی بھی انہیں نبی بہ نبوّتِ مطلقہ قرار دیتے ہیں۔ لہٰذا ان بزرگوں کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوّت الولایت انبیاء والی حاصل ہوگی کیونکہ نبوّتِ مطلقہ کے حامل سچ مچ نبی ہوتے ہیں۔ غیر نبی ہوتے ہیں۔

پس ہمارا مولوی لال حسین صاحب سے اختلاف حضرت مسیح موعود کی

شخصیت کے بارے میں رہ گیا۔ کہ وہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ یا اُن کا کوئی مثیل۔ ورنہ ہم اور وہ دونوں مسیح موعود کو غیر تشریعی نبی مانتے ہیں۔ محض ولی نہیں سمجھتے۔ ویسے ہر نبی بدرجہ اولیٰ ولی ہوتا ہے۔

مولوی لال حسین صاحب نے الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۳۷ کا یہ حوالہ بھی نقل کیا ہے :-

"اس عقیدہ پر امّت کا اجماع ہے کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم خاتم المرسلین ہیں جس طرح خاتم النبیین"

ہم اس اجماع کو بھی درست مانتے ہیں۔ لیکن اس اجماع کے باوجود مسیح موعود کا نبی اور رسول ہونا بموجب احادیث نبویہ علمائے امّت کو مسلّم رہا ہے۔ علماء کا مسیح موعود کے نبی نہ ہونے پر کبھی اجماع نہیں ہوا۔ اور مسیح موعود کا نبی اللہ ہونا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین اور خاتم المرسلین ہونے کے منافی نہیں۔ کیونکہ ان بزرگوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو تشریعی انبیاء اور تشریعی رسولوں میں سے آخری نبی اور آخری رسول قرار دیا ہے۔ اور بموجب حدیث لم یبق من النبوۃ الا المبشرات مبشرات والی نبوّت کو (جو اُن کے نزدیک غیر تشریعی نبوّت ہے) منقطع قرار نہیں دیا۔ اور مسیح موعود کو اسی بناء پر نبی الاولیاء بہ نبوّتِ مطلقہ قرار دیا جا سکتا ہے۔

پھر امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ خاتم النبیین پر اجماع مانتے ہوئے ہی لکھ رہے ہیں کہ اِعْلَمْ اَنَّ مُطْلَقَ النُّبُوَّةِ لَمْ تَرْتَفِعْ کہ جان لو! کہ مطلق نبوت نہیں اُٹھی۔ پھر وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم المرسلین

ہونے پر اجماع کے قائم ہونے کے باوجود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں رسولوں کا آنا بھی ضروری قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ تحریر فرماتے ہیں:۔

فَلَا تَخْلُو الْاَرْضُ مِنْ رَسُوْلٍ حَیٍّ بِجِسْمِہٖ اِذْ ھُوَ قُطْبُ الْعَالَمِ الْاِنْسَانِیِّ وَلَوْ کَانُوْا اَلْفَ رَسُوْلٍ۔ فَاِنَّ الْمَقْصُوْدَ مِنْ ھٰؤُلَاءِ ھُوَ الْوَاحِدُ" (الیواقیت والجواہر بحث ۴۵ صفحہ جلد ۲)

یعنی زمین کبھی مجسم زندہ رسول سے خالی نہ رہے گی خواہ ایسے رسول شمار میں ہزار ہوں۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عالم انسانی کے قطب ہیں۔ اور ان رسولوں سے مقصود خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی واحد شخصیت ہے (یعنی یہ رسول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی بروز اور ظل ہوں گے۔

پھر آگے لکھتے ہیں:۔

"فَمَا زَالَ الْمُرْسَلُوْنَ وَلَا یَزَالُوْنَ فِیْ ھٰذِہِ الدَّارِ لٰکِنْ مِنْ بَاطِنِیَّۃِ شَرْعِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ"

یعنی پہلے بھی مرسلین دنیا میں رہے اور آئندہ بھی اس دنیا میں رہینگے لیکن یہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی باطنیت سے ہونگے (یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی پیروی سے مرسل بنیں گے لیکن اکثر لوگ اس حقیقت (شریعت محمدیہ کی باطنیت کی حقیقت) سے واقف نہیں۔ (الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۹۰ بحث ۴۵)

دیکھا آپ نے امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم المرسلین ہونے پر اجماع کے قائل ہو کر بھی آپ کے فیض شریعت سے مرسلین کے امت محمدیہ میں ہونے کے قائل ہیں۔ پس ان کے نزدیک خاتم المرسلین پر خاتم النبیین کی طرح اجماع سے مراد یہی ہے کہ امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ اب کوئی مستقل رسول اور مستقل نبی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں آسکتا۔ ہاں نبوت مطلقہ کا ملنا اور مرسلین کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض سے آنا منقطع نہیں ہوا۔ فافہم وتدبّر۔

عارف ربّانی حضرت عبدالکریم جیلانی علیہ الرحمۃ کا قول

ہمارے ٹریکٹ میں حضرت عارف ربّانی سیّد عبدالکریم جیلانی علیہ الرحمۃ کا یہ قول درج کیا گیا تھا:۔

"آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت تشریعی بند ہو گئی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین قرار پائے۔ کیونکہ آپ ایک ایسی کامل شریعت لے آئے جو اور کوئی نبی نہ لایا"

(الانسان الکامل جلد ۱ صفحہ ۹۸ مطبوعہ مصر)

مولوی لال حسین صاحب اس کے جواب میں لکھتے ہیں:۔

"حضرت سیّد عبدالکریم جیلانی کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ نبی وہ ہوتا ہے جس پر وحی تشریعی نازل ہو۔ اور وحی تشریعی حضور رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی پر نازل نہ ہو گی۔ انہوں نے کہیں

نہیں لکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد امت میں نئے نبی مبعوث ہوں گے۔ مرزائیوں میں ہمت ہے تو ان کی کوئی عبارت پیش کریں۔ لیکن تمام امتِ مرزائیہ دم واپسین تک ایسی کوئی عبارت پیش نہ کر سکے گی"

الجواب۔ مولوی لال حسین صاحب کے پاس جب کوئی دلیل نہ ہو۔ تو وہ محض جھوٹی تحدیوں اور تعلیوں سے کام چلاتے ہیں۔ غالباً انہوں نے کبھی کتاب "الانسان الکامل" کا مطالعہ نہیں فرمایا۔ ورنہ انہیں معلوم ہوتا کہ حضرت عبدالکریم جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "الانسان الکامل" میں حدیث نبوی وَاشَوْقَاہُ اِلٰی اِخْوَانِی الَّذِیْنَ یَأْتُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ کی شرح میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ان اخوان کے بارے میں جو آئندہ آنے والے تھے صاف لکھتے ہیں:-

"فَھُمْ کُلُّھُمْ اَنْبِیَاءُ الْاَوْلِیَاءِ یُرِیْدُ بِذٰلِکَ نُبُوَّۃَ الْقُرْبِ وَالْاِعْلَامِ وَالْحُکْمِ الْاِلٰھِیِّ لَا نُبُوَّۃَ التَّشْرِیْعِ لِاَنَّ نُبُوَّۃَ التَّشْرِیْعِ اِنْقَطَعَتْ بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ"

یعنی یہ اخوان انبیاء الاولیاء ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس سے نبوت القرب والاعلام والحکم الالٰہی مراد لیتے ہیں (یعنی وہ نبوت جو قرب الٰہی کا درجہ ہے جس میں اخبارِ غیبیہ اور الٰہی حکمتوں کا اظہار ہوتا ہے۔ ناقل) نہ کہ تشریعی نبوت۔ کیونکہ تشریعی نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد منقطع ہو گئی ہے۔

اس اقتباس سے ظاہر ہے کہ نبوۃ الولایت کا دروازہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

کے بعد کھلا ہے۔ اسے وہ نبوت القرب والاعلام والحکم الالہٰی بھی قرار دیتے ہیں اور تشریعی نبوت کو بند مانتے ہیں۔

پھر لکھتے ہیں :-

"اِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ الْاَنْبِیَاءِ نُبُوَّتُہٗ نُبُوَّۃُ الْوِلَایَۃِ کَالْخِضْرِ فِیْ بَعْضِ الْاَقْوَالِ وَکَعِیْسٰی اِذَا نَزَلَ اِلَی الدُّنْیَا فَاِنَّہٗ لَا یَکُوْنُ لَہٗ نُبُوَّۃُ التَّشْرِیْعِ وَکَثِیْرٍ مِّنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ"

(الانسان الکامل جلد ۲ ص۸۵)

یعنی بہت سے انبیاء کی نبوّت بھی نبوّت الولایت ہی تھی۔ جیسا کہ حضرت خضر علیہ السلام کی نبوّت، بعض اقوال میں اور جیسا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی نبوّت جب وہ دُنیا میں نازل ہوں گے تو ان کی نبوّت تشریعی نہیں ہو گی اور اسی طرح بہت سے انبیاء بنی اسرائیل کا حال ہے۔

پھر وہ نبی الاولیاء کے متعلق لکھتے ہیں :-

کُلُّ نَبِیِّ وَلَایَۃٍ اَفْضَلُ مِنَ الْوَلِیِّ مُطْلَقًا وَمِنْ ثَمَّ قِیْلَ بِدَایَۃُ النَّبِیِّ نِہَایَۃُ الْوَلِیِّ فَافْہَمْ وَتَاَمَّلْہُ فَاِنَّہٗ قَدْ خَفِیَ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّنْ اَہْلِ مِلَّتِنَا"

(الانسان الکامل ص۳)

یعنی ہر نبیٔ ولایت مطلق ولی (محض ولی) سے افضل ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ نبی کا آغاز ولی کی انتہا ہے۔ پس اس نکتہ کو سمجھ لو

اور اس میں غور کرو کیونکہ یہ ہمارے بہت سے اہل ملّت پر مخفی رہا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدّث دہلوی کا قول

ہمارے پمفلٹ میں شاہ ولی اللہ صاحب محدّث دہلوی کا یہ قول نقل کیا گیا تھا۔

"آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النّبیّین ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اب کوئی ایسا شخص نہیں ہوگا۔ جسے اللہ تعالےٰ لوگوں کے لئے شریعت دے کر مامور کرے"

جناب مولوی لال حسین صاحب اس قول کو بھی بہتان قرار دیتے ہیں۔ اس لئے اب ہم حضرت ولی اللہ شاہ صاحب کے عربی الفاظ نقل کر دینا کافی سمجھتے ہیں تا پبلک اندازہ لگا سکے کہ ہماری طرف سے شاہ ولی اللہ صاحب پر بہتان باندھا گیا ہے یا اس عبارت کو بہتان قرار دینے میں مولوی لال حسین صاحب جھوٹ بول رہے ہیں۔

حضرت شاہ صاحب کی عربی عبارت جس کا ترجمہ دیا گیا تھا، یُوں ہے:-

"خُتِمَ بِهِ النَّبِيُّوْنَ اَیْ لَا یُوْجَدُ مَنْ یَّاْمُرُهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ بِالتَّشْرِیْعِ عَلَی النَّاسِ"

(تفہیمات الٰہیہ جلد ۲ صـ۷۲)

ناظرین کرام میں سے جو عربی دان نہ ہوں وہ اس کا لفظی ترجمہ کسی عربی دان سے کرا کر دیکھیں تو اُن پر واضح ہو جائے گا کہ ہم نے حضرت شاہ صاحب پر کوئی بہتان نہیں باندھا بلکہ اسے بہتان کہنا خود بہتان ہے۔

اب مزید سُنئے۔ شاہ صاحب موصوف اپنی کتاب الخیر الکثیر صفحہ ۸۰ میں تحریر فرماتے ہیں :-

" امْتَنَعَ اَنْ یَّکُوْنَ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ مُسْتَقِلٌّ بِالتَّلَقِّیْ "

کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد مستقل بالتلقی نبی ہونے کا امتناع ہوا ہے۔

اور یہی حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا مذہب ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی مستقل نبی ظاہر نہیں ہو سکتا۔

پھر حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ المسوّٰی شرح المؤطا الامام مالک میں لکھتے ہیں :-

" لِاَنَّ النُّبُوَّۃَ یَتَجَزّٰی وَجُزْءٌ مِّنْهَا بَاقٍ بَعْدَ خَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ "

(المسوّٰی جلد ۲ صفحہ ۲۱۶ مطبوعہ دہلی)

یعنی نبوّت قابل تقسیم ہے اور نبوّت کی ایک جزء (یعنی قسم۔ ناقل) حضرت خاتم الانبیاء کے بعد باقی ہے

اور مسیح موعود کے متعلق اُن کا مذہب یہ ہے کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کامل مظہر ہوگا محض امتی نہیں ہوگا (گو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اصالتًا نزول کے ہی قائل تھے کیونکہ ان پر یہ حقیقت نہیں کھلی تھی کہ مسیح موعود اُمّتِ محمدیہ کا ہی کوئی فرد ہوگا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بروز ہوگا)

آپ لکھتے ہیں :-

یَزْعَمُ الْعَامَّۃُ اَنَّہٗ اِذَا نَزَلَ اِلَی الْاَرْضِ کَانَ وَاحِدًا مِّنَ الْاُمَّۃِ۔ کَلَّا بَلْ ھُوَ شَرْحٌ لِلْاِسْمِ الْجَامِعِ

الْمُحَمَّدِيِّ وَنُسْخَةٌ مُنْتَسِخَةٌ مِنْهُ فَشَتَّانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اَحَدٍ مِّنَ الْاُمَّةِ ۔

(الخیر الکثیر صلا طبع بجنور مدینہ پریس)

یعنی عوام یہ گمان کرتے ہیں کہ مسیح موعود جب زمین کی طرف نازل ہوگا تو اس کی حیثیت محض ایک امتی کی ہوگی۔ ایسا ہرگز نہیں بلکہ وہ تو اسم جامع محمدی کی پوری تشریح اور دوسرا نسخہ ہوگا۔

کہاں اس کا مقام اور کہاں محض امتی کا مقام؟ دونوں میں عظیم الشان فرق ہے۔

پس جس نبوّت کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر ختم ہو جانے کا ذکر حضرت شاہ صاحب نے "حجۃ اللہ البالغہ" جلد ۲ میں کیا ہے وہ تشریعی اور مستقلہ نبوّت ہی ہے نہ کہ غیر تشریعی غیر مستقلہ نبوّت۔ غیر تشریعی نبوّت کو تو آپ نے نبوّت کی ایک جزء قرار دے کر باقی قرار دیا ہے اور مسیح موعود کو نبی تسلیم کیا ہے اور اُسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کامل مظہر ٹھہرا کر عام امتی کے مقام سے اس کا مقام بلند قرار دیا ہے۔

درمیانی زمانہ کے جن دجاجلہ کے دعویٔ نبوّت کا ذکر حضرت شاہ صاحب نے کیا ہے۔ مسیح موعود کی شخصیت اُن سے الگ قرار دی ہے۔ پس تفہیمات الٰہیہ جلد ۲ صفحہ ۱۹۸ کا حوالہ جو دجاجلہ کے ذکر پر مشتمل ہے۔ اس کا پیش کرنا مولوی لال حسین صاحب کو کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا قول

ہمارے پمفلٹ میں لکھا گیا تھا کہ مجدد الف ثانی ؒ فرماتے ہیں :-

" خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبعوث ہونے کے بعد خاص متبعین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بطور وراثت کمالات نبوت کا حاصل ہونا آپ کے خاتم الرسل ہونے کے منافی نہیں۔ یہ بات درست ہے۔ اس میں شک مت کرو "

(مکتوب ۳۰۱ صفحہ ۴۳۴ مکتوبات امام ربانی علیہ الرحمۃ)

کمالاتِ نبوت میں مولوی لال حسین صاحب کے نزدیک نبوت شامل نہیں۔ (حالانکہ نبوت بھی نبی کا ایک کمال ہے) اس لئے مولوی لال حسین صاحب مکتوب ۲۰۲ حصہ پنجم صت ۱۴۳ کی ایک عبارت کو اس سے جوڑ کر لکھتے ہیں :-

" مرزائیوں کو کون سمجھائے کہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے ارشاد کے پیش نظر حساب میں آسانی ، معمولی لغزشوں کی معافی ، درجات کی بلندی ، ملائکہ سے ملاقات اور کثرتِ ظہورِ خوارق ایسے کمالاتِ نبوت حضور علیہ السلام کے وسیلہ سے اُمتِ محمدیہ کے برگزیدہ افراد کو عطا کئے جاتے ہیں۔ یہ چند فضائل و کمالات اجزائے نبوت ہیں۔ اور چند کمالاتِ نبوت کے حصول سے نبوت نہیں مل جاتی۔ شجاعت۔ سخاوت وغیرہ صفات بھی کمالاتِ نبوت ہیں۔ کیا ہر شجاع اور ہر سخی نبی بن جاتا ہے؟"

مولوی لال حسین صاحب کی یہ تشریح ناقص ہے۔ کیونکہ مجدد صاحب تو اس جگہ فرماتے ہیں :-

"ارتفاع درجات و مراعات صحبت فرشتہ مرسل کہ از اکل و شرب پاک است وکثرتِ ظہور خوارق کہ مناسب مقام نبوّت اند وامثال آں"

کہ ایسے لوگوں کے درجات بلند ہوتے ہیں۔ انہیں فرشتہ مرسل کی صحبت میسّر آتی ہے جو کھانے پینے سے پاک ہیں۔ اور کثرت سے خوارق (معجزات) کا ظہور ہوتا ہے جو نبوت کے مقام کے مناسب ہیں

دیکھئے مولوی لال حسین صاحب! آپ کی پیش کردہ عبارت ہی بتا رہی ہے کہ ایسے برگزیدوں کو فرشتہ مرسل کی صحبت بھی میسّر آتی ہے اور انہیں نبوّت کے مقام کے مناسب معجزات بھی دیئے جاتے ہیں۔ اگر مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نبوّت کا مقام نہ مل سکتا ہوتا تو مقام نبوّت کے مطابق معجزات ملنے کا وہ کیسے ذکر فرماتے۔ پس دوسرے کمالات نبوّت کے ذکر میں وہ مقام نبوّت کے پانے کی بھی امید دلا رہے ہیں۔ وھذا ھو المرام۔

بے شک یہ بزرگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو آدمؑ سے شروع ہونے والے انبیاء کا آخر قرار دیتے ہیں۔ مگر غور تو کیجئے آدم علیہ السلام سے نبوّت تشریعیہ اور مستقلہ شروع ہوئی تھی۔ لہذا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشریعی اور مستقل انبیاء کا آخری فرد ہوئے۔ اور مقام نبوّت اب آپؐ کی پیروی کے بعد آپؐ کے توسط سے ہی مل سکتا ہے نہ کہ براہِ راست اور مستقل طور پر۔

نواب صدیق حسن خانصاحب کا قول

ہمارے پمفلٹ میں حدیث لا نبی بعدی کی تشریح میں نواب صدیق حسن خانصاحب کا یہ قول پیش کیا گیا تھا :-

" لا نبیّ بعدی آیا ہے جس کے معنے نزدیک اہل علم کے یہ ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی شرع ناسخ (یعنی پہلی شریعت منسوخ کر کے نئی شریعت) لے کر نہیں آئے گا " (اقتراب الساعۃ ص۱۶۲)

مولوی لال حسین صاحب لکھتے ہیں :-

"حضرت نواب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق اتہام ہے۔ کہ وہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اجرائے نبوت کے قائل ہیں۔ ان کی کسی کتاب میں اس خلاف اسلام نظریّہ کا شائبہ تک نہیں۔ لا نبیّ بعدی کے مفہوم میں کوئی نبی شرع ناسخ لے کر نہیں آئیگا اس لئے کہا گیا کہ مسیح علیہ السلام بعد از نزول نئی شریعت لا کر شریعتِ اسلامیہ کو منسوخ نہ کریں گے بلکہ خود اسی شریعت کی متابعت کریں گے "

الجواب۔ ہمارے پمفلٹ میں کہاں لکھا ہے کہ نواب صاحب موصوف اجرائے نبوت کے قائل ہیں ؟ اس میں تو یہ بتایا گیا ہے کہ حدیث لا نبیّ بعدی سے علماء کے نزدیک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی شریعت جدیدہ لے کر نہیں آئے گا۔ یہ قول دراصل حضرت امام علی القاری

کے ایک قول کا ترجمہ ہے۔ ان معنوں سے یہ ظاہر ہوا کہ حدیث لا نبی بعدی غیر تشریعی نبی کے آنے میں مانع نہیں۔ اور یہ بات مولوی لال حسین صاحب اپنے ٹریکٹ میں جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔ خود مان چکے ہیں۔ گو وہ اسے جزء نبوّت قرار دیتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ نبوّت نہیں۔

اگر اقتراب الساعۃ میں حدیث لا نبی بعدی کی یہ تشریح بقول مولوی لال حسین صاحب حضرت عیسیٰ نبی اللہ کی آمد کے پیش نظر ہے کہ وہ نئی شریعت لا کر شریعتِ اسلامیہ کو منسوخ نہ کریں گے۔ خود اسی شریعت کی متابعت کریں گے۔ تو ہم بھی تو یہی کہتے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود ہیں اور نبی اللہ ہیں۔ اور شریعتِ محمدیہ کے تابع ہیں۔ تشریعی نبی نہیں کہ شریعت اسلامیہ کا کوئی حکم منسوخ کریں۔ ہمارا اختلاف نواب صاحب وغیرہ سے صرف مسیح موعود کی شخصیت میں ہوا نہ کہ مسیح موعود کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تابع نبی اور غیر تشریعی امتی نبی ہونے میں۔ اصولی طور پر تو مسیح موعود کی نبوّت ہم دونوں میں مسلّم ہوئی۔ کیونکہ ایسی نبوّت اہلِ علم کے نزدیک لا نبی بعدی کی حدیث کے منافی نہیں۔

مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی کا قول

ہمارے پمفلٹ میں مولانا عبدالحی صاحب کا قول ان الفاظ میں پیش کیا گیا تھا۔

"بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے یا زمانے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مجرد کسی نبی کا آنا محال نہیں بلکہ نئی شریعت والا البتہ ممتنع ہے"

(دافع الوسواس فی اثر ابن عباس نیا ایڈیشن صلا)

مولوی لال حسین صاحب اختر جواب میں لکھتے ہیں :-

"یہ نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے پیش نظر فرمایا ہے۔ حضرت مسیح حضور علیہ السلام کے بعد نازل ہوں گے۔ کوئی نئی شریعت نہ لائیں گے ۔ حضور ہی کی شریعت پر عمل پیرا ہوں گے"

الجواب ۔ ہم بھی تو مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے ثبوت میں ہی ان کا یہ قول پیش کر رہے ہیں ۔ پس ان کے نزدیک خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد مسیح موعود کا غیر تشریعی نبی کی صورت میں آنا ہمیں اور آپ کو مسلّم ہوا۔ اور مسیح موعود تبھی غیر تشریعی نبی کی صورت میں آسکتے ہیں جبکہ بعد آنحضرتؐ ایسے نبی کے آنے کا امتناع نہ ہو۔ پس جس نبوت کا ادّعا ان کے نزدیک کفر ہے جس کا ذکر مولوی لال حسین صاحب نے فتویٰ مولانا عبد الحی لکھنوی جلد ا صفحہ ۹۹ کے حوالہ سے کیا ہے اس سے مراد ان کی تشریعی نبوت کا ادّعا ہی ہوا۔ نہ کہ غیر تشریعی نبوّت کا۔

حضرت مولانا عبد الحی لکھنوی کی ایک اور عبارت بھی مذکورہ بالا حوالہ کی تائید میں پیش خدمت ہے۔ آپ " دافع الوسواس فی اثر ابن عباس " میں لکھتے ہیں :-

"علماء اہلِ سنّت بھی اس امر کی تصریح کرتے ہیں کہ آنحضرت کے عصر میں کوئی نبی صاحب شرع جدید نہیں ہو سکتا۔ اور نبوت آپ کی تمام مکلفین کو شامل ہے اور جو نبی آپ کے ہمعصر ہو گا۔ وہ متبع شریعت محمدیہ ہو گا"

(دافع الوسواس صفحہ ۲۹ نیا ایڈیشن وتحذیر الناس)

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب بانی مدرسۂ دیوبند کا قول

ہمارے پمفلٹ میں مولانا محمد قاسم صاحب کے دو قول پیش کئے گئے تھے:۔

۱۔ "سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم اور تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ فرمانا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے"

(تحذیر الناس صہ ۲۔)

۲۔ "اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا"

(تحذیر الناس صہ ۲۸)

مولوی لال حسین صاحب نے دشنام طرازی کرتے ہوئے یہ بتایا ہے کہ دوسری عبارت کا تعلق خاتمیتِ ذاتی سے ہے نہ کہ خاتمیتِ زمانی سے۔ اور مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بموجب حدیث لا نبیّ بعدی وغیرہ خاتمیتِ زمانی کے قائل ہیں۔ اور اس کے منکر کو کافر قرار دیتے ہیں۔ اور "مناظرہ عجیبہ" میں لکھتے ہیں:۔

"اپنا دین و ایمان ہے۔ بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں۔ جو اس میں تامل کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں"

الجواب :- مولانا محمد قاسم صاحب کی تحذیر الناس صفحہ ۳ کی عبارت اس بات کو وضاحت سے پیش کر رہی ہے کہ خاتم النّبیّین کے معنی زمانہ کے لحاظ سے آخری نبی عوام کے معنی ہیں نہ کہ اہل فہم کے۔ اور عوام کے معنوں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دوسرے انبیاء پر کوئی فضیلت ذاتی ثابت نہیں ہوتی۔

دوسری عبارت خاتمیّتِ محمدی سے متعلق ہے جو خاتمیّتِ ذاتی اور زمانی دونوں پر مشتمل ہے۔ پس بالفرض نبی کا آنا نہ ان کے نزدیک خاتمیّتِ ذاتی کے منافی ہے نہ خاتمیّتِ زمانی کے۔ خاتمیّتِ زمانی کا علماء کے نزدیک مفہوم یہی رہا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی شرع جدید نہیں لاسکتا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خاتمیّتِ ذاتی خود اس بات کو مستلزم ہے کہ آپ کے بعد کوئی نئی شریعت نہ آئے کیونکہ آپ کے ذریعہ شریعت کی تکمیل ہوگئی ہے پس اب کسی نئی شریعت کا آنا خاتمیتِ ذاتی کے منافی ہوا۔ ان معنوں میں خاتمیتِ ذاتی خاتمیتِ زمانی کو مستلزم ہوئی۔ حضرت امام علی القاری رحمۃ اللہ علیہ حدیث لا نبیّ بعدی کی تشریح میں جس سے مولانا محمد قاسم صاحب نے خاتمیّتِ زمانی کا استنباط فرمایا ہے۔ لکھتے ہیں :-

"وَرَدَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ مَعْنَاہُ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ لَا یَحْدُثُ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ بِشَرْعٍ یَنْسَخُ شَرْعَہٗ" (الاشاعۃ فی اشراط الساعۃ ص۲۲۶)

یعنی لا نبی بعدی کی حدیث آئی ہے جس کے معنے علماء کے نزدیک یہ ہیں کہ کوئی نبی ناسخ شریعت پیدا نہیں ہوگا۔

پس مولانا محمد قاسم صاحب کے نزدیک خاتمیّتِ زمانی علی الاطلاق نہیں بلکہ جس طرح علماء

کے نزدیک محدود صورت میں تسلیم کی گئی ہے۔ وہ بھی اسے محدود صورت میں سمجھتے ہیں۔ چنانچہ خود مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی "مناظرہ عجیبہ" میں بحث کرتے ہوئے مولوی عبدالعزیز صاحب کو جس نے آپ کو منکرِ ختمِ نبوّت کہا تھا۔ لکھتے ہیں :-

"غرض خاتمیتِ زمانی سے یہ ہے کہ دینِ محمدی بعد ظہور منسوخ نہ ہو علومِ نبوّت اپنی انتہاء کو پہنچ جائیں۔ کسی اور نبی کے دین یا علم کی طرف پھر بنی آدم کو احتیاج باقی نہ رہے" (مناظرہ عجیبہ صفحہ ۱۴۲)

پس ان کے نزدیک خاتمیتِ زمانی کے لحاظ سے وہ مدعی نبوّت کافر ہوگا۔ جو دینِ محمدی کو منسوخ قرار دے اور نیا علم لانے کا مدعی ہو۔ پھر وہ صفحہ ۱۴۰ پر مولوی عبدالعزیز صاحب کو یہ بھی لکھتے ہیں :-

"آپ خاتمیتِ مرتبی مانتے ہی نہیں (خاتمیتِ ذاتی کو۔ ناقل) خاتمیتِ زمانی ہی آپ تسلیم کرتے ہیں۔ خیر اگرچہ اس میں درپردہ انکار فضیلتِ تامۂ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم لازم آتا ہے لیکن خاتمیت زمانی کو آپ اتنا عام نہیں کرسکتے جتنا ہم نے خاتمیتِ مرتبی کو عام کر دیا تھا"

صاف ظاہر ہے کہ مولانا محمد قاسم صاحب کے نزدیک خاتمیتِ ذاتی وسیع مفہوم رکھتی ہے اور خاتمیتِ زمانی اس کے بالمقابل محدود مفہوم رکھتی ہے۔ یہ خاتمیتِ ذاتی یا مرتبی کی طرح وسعت نہیں رکھتی۔ مولانا محمد قاسم صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتمیت ذاتی کے لحاظ سے ابوالانبیاء قرار دینے کے بعد آپؐ کی

تصدیق کی غرض کو ملحوظ رکھتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"بعد نزول حضرت عیسٰی کا آپ کی شریعت پر عمل کرنا اسی بات پر مبنی ہے اور رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کا ارشاد عُلِّمْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ بشرطِ فہم اسی جانب مُشیر ہے"

(تحذیر الناس ص۱۴)

پس جب حضرت عیسٰی نبی اللہ کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کے لئے آنا اُن کے نزدیک خاتمیتِ زمانی کے بھی منافی نہیں جیسا کہ خاتمیتِ ذاتی کے منافی نہیں۔ کیونکہ اُن کی آمد آپ کے نزدیک نئی شریعت اور نئے دین کی حامل نہیں ہوگی۔ تو اس سے صاف ظاہر ہوا کہ ایسی تابع نبوّت جس کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اُمتی ہونا لازم ہو اور اس طرح وہ نبوّت کسی نئے علم دین و شریعت جدید کی حامل نہ ہو بلکہ صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تصدیق اور تجدید اسلام اصلاحِ خلق اور اشاعتِ اسلام اس کی غرض ہو۔ وہ مولوی محمد قاسم صاحب کے نزدیک خاتمیتِ زمانی کی غرض کے خلاف نہ ہونے کی وجہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خاتمیتِ زمانی کے خلاف نہیں۔ گو وہ عقیدتاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بجز عیسٰی علیہ السلام کے کسی اور نبی کی آمد کے قائل نہ ہوں۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا دعوٰی بھی تو مسیح موعود کا ہی ہے۔ پس ہمارا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی سے صرف مسیح موعود کی شخصیت میں اختلاف ہوا۔ ورنہ مسیح موعود کو وہ بھی غیر تشریعی نبی مانتے ہیں اور ہم بھی غیر تشریعی نبی مانتے ہیں۔ پس ہم دونوں کے نزدیک مسیح موعود کی نبوّت غیر تشریعی تابع شریعتِ محمدیہ ہونے کی وجہ سے منافیٔ خاتمیت زمانی نہیں

کیونکہ ایسے نبی کے لئے اُمّتی ہونا اور اُمّتی رہنا لازم ہے۔

امام علی القاری علیہ الرحمۃ کا قول

ہمارے ٹریکٹ میں حضرت امام علی القاری کا قول یوں پیش کیا گیا تھا:۔

"اگر صاحبزادہ ابراہیمؓ زندہ رہتے اور نبی ہوجاتے اور اسی طرح حضرت عمرؓ نبی بن جاتے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متبع یا اُمّتی نبی ہوتے جیسے عیسٰی خضر اور الیاس علیہم السّلام ہیں۔ یہ صورت خاتم النّبیین کے خلاف نہیں ہے کیونکہ خاتم النّبیین کے تو یہ معنے ہیں کہ اب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے اور آپ کا اُمّتی نہ ہو" (موضوعات کبیر ص ۵۸-۵۹)

یہ عبارت امام علی القاری نے حدیث لَوْ عَاشَ اِبْرَاهِيْم لَكَانَ صِدِّيْقًا نَبِيًّا (ابن ماجہ جلد اوّل صفحہ ۲۳۷ کتاب الجنائز) کی تشریح میں درج کی ہے۔ اس حدیث پر بحث ہم شروع میں کر آئے ہیں۔ مولوی لال حسین صاحب اس حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔ ہم ثابت کرچکے ہیں کہ امام علی القاریؒ اس حدیث کو تین طریقوں سے مروی ہونے کی وجہ سے قوت یافتہ قرار دیتے ہیں بلکہ اُسے چوتھی حدیث لو کان موسٰی حیًّا لَمَا وَسِعَهٗ اِلَّا اتِّبَاعِیْ کے مضمون سے بھی قوت پانے والی قرار دیتے ہیں۔ اسی لئے انہوں نے اس کی وہ تشریح فرمائی ہے جو اُن کے اُوپر کے الفاظ میں درج ہے۔

مولوی لال حسین صاحب اختر لکھتے ہیں:۔

"حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی مندرجہ بالا عبارت کی تشریح کرتے ہیں:۔

لَا يَحْدُثُ بَعْدَهُ نَبِيٌّ لِاَنَّهُ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ السَّابِقِيْنَ وَفِيْهِ اِيْمَاءٌ اِلٰى اَنَّهُ لَوْكَانَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ لَكَانَ عَلِيٌّ وَهُوَ لَا يُنَافِيْ مَا وَرَدَ فِيْ حَقِّ عُمَرَ صَرِيْحًا۔ لِاَنَّ الْحُكْمَ فَرْضِيٌّ فَكَاَنَّهُ قَالَ لَوْ تُصُوِّرَ بَعْدِيْ لَكَانَ جَمَاعَةٌ مِنْ اَصْحَابِيْ اَنْبِيَاءَ وَلٰكِنْ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَهٰذَا مَعْنٰى قَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ عَاشَ اِبْرَاهِيْمُ لَكَانَ نَبِيًّا۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی کیونکہ آپ پہلے نبیوں کے ختم کرنیوالے ہیں۔ اگر آپ کے بعد کوئی نبی ہو سکتا تو حضرت علیؓ نبی ہوتے اور یہ حدیث اور اسی طرح وہ حدیث جو صراحت کے ساتھ حضرت عمرؓ کے بارے میں آئی ہے خاتم النّبیین کی آیت کے منافی نہیں کیونکہ یہ حکم فرضی اور تقدیری طور پر ہے۔ گویا یہ کہا گیا ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی تصور کیا جا سکتا تو میرے فلاں فلاں صحابی نبی ہوتے لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا اور یہی معنے ہے اس حدیث کا کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو نبی ہو جاتا۔

ص۱۹-۲۰

الجواب۔ یہ عبارت ہماری طرف سے "موضوعاتِ کبیر" سے پیش کردہ عبارت کی تشریح ہرگز نہیں ہے بلکہ مرقاۃ کی اس عبارت میں حدیث لو عاش ابراھیم لَكَانَ صِدِّيْقًا نَبِيًّا کی ایک اور رنگ میں توجیہہ پیش کی گئی ہے جس کا ذکر خود موضوعات میں بھی موجود ہے۔ ہم نے جو حوالہ پیش کیا تھا وہ حدیث لو عاش الخ کی ایک دوسری توجیہہ کے بیان میں ہے۔

مولوی لال حسین اختر نے اپنی پیش کردہ عربی عبارت میں دو جگہ غلط

اعراب بھی دیئے ہیں اور دانستہ ایک جگہ ترجمہ بھی چھوڑ دیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے فِیْہِ اِیْمَاءٌ کا ترجمہ چھوڑ دیا ہے۔ یہ انہوں نے نادانستہ نہیں کیا۔ کیونکہ اگر وہ اس عبارت کا ترجمہ کرتے ہوئے فِیْہِ اِیْمَاءٌ (اس میں اشارہ ہے) کا ترجمہ کر دیتے تو پھر ظاہر ہو جاتا کہ یہ عبارت وہ ادھوری پیش کر رہے ہیں۔ اس لئے پردہ دری کے خوف سے انہوں نے فیہ ایماءٌ کا ترجمہ حذف کر دیا۔

اصل بات یہ ہے کہ فِیْہِ اِیْمَاءٌ میں فیہ کی ضمیر کا مرجع حدیث اَلَا تَرْضٰی یَا عَلِیُّ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کا فقرہ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ ہی ہے۔ اور امام موصوف اس جگہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ان لوگوں کی تردید کر رہے ہیں جن کا یہ عقیدہ ہے کہ بعد نزول حضرت عیسٰی علیہ السلام حدیث ہذا کے الفاظ لَا نبیّ بعدی کی وجہ سے نبی نہیں ہوں گے بلکہ محض امتی ہوں گے۔ امام علی القاری اس خیال کی تردید میں فرماتے ہیں:۔

لَا مُنَافَاۃَ بَیْنَ اَنْ یَّکُوْنَ نَبِیًّا وَ یَکُوْنَ مُتَابِعًا لِنَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ بَیَانِ اَحْکَامِ شَرِیْعَتِہٖ وَ اِتْقَانِ طَرِیْقَتِہٖ وَ لَوْ بِالْوَحْیِ اِلَیْہِ کَمَا یُشِیْرُ اِلَیْہِ قَوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ کَانَ مُوْسٰی حَیًّا	حضرت عیسٰی کے نبی ہونے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہونے میں کوئی منافات نہیں۔ اس صورت میں کہ وہ آپ کی شریعت کے احکام بیان کریں اور اس شریعت کی طریقت کو پختہ کریں۔ خواہ وہ اپنی وحی سے ایسا کریں جیسا کہ اس کی طرف حدیث لو کان موسٰی الخ (اگر موسٰی زندہ ہوتے۔ تو انہیں میری پیروی کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا) اشارہ کر رہی ہے۔ مراد

لَمَا وَسِعَهُ اِلَّا اِتِّبَاعِیْ	یہ ہے کہ موسیٰؑ وصفِ نبوت و رسالت کے
اَیْ مَعَ وَصْفِ النُّبُوَّۃِ	ساتھ زندہ ہوتے ورنہ نبوت و رسالت کے
وَالرِّسَالَۃِ وَ اِلَّا فَمَعَ	چھن جانے کے ساتھ (ان کا تابع ہونا) آنحضرت
سَلْبِهِمَا لَا یُفِیْدُ زِیَادَۃَ	صلے اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کو کوئی فائدہ
الْمَزِیَّۃِ	نہیں دیتا (مرقاۃ جلد ۵ صفحہ ۵۶۴)

اس عبارت سے ظاہر ہے امام صاحب موصوف کے نزدیک حدیث لا نبیّ بعدی امتی نبی کے آنے میں مانع نہیں ورنہ اُن کے نزدیک حضرت عیسٰی علیہ السلام بھی بعد از نزول نبی نہ ہو سکتے۔ اُوپر کی عبارت کے بعد وہ عبارت شروع ہوتی ہے جو مولوی لال حسین صاحب نے درج کی ہے۔ اس کے پہلے فقرہ (لا یحدث بعدہٗ نبی لانّہٗ خاتم النّبیّین السابقین) سے امام علی القاریؒ یہ بتا رہے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی مستقل اور شارع نبی پیدا نہیں کیا جائے گا کیونکہ دلیل اس کی یہ دی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم انبیائے سابقین کے خاتم ہیں۔ خاتم النّبیّین کے ساتھ السّابقین (پہلے) کا لفظ اس بات کے لئے قطعی قرینہ ہے کہ اس جگہ وہ یہ بیان کر رہے ہیں کہ حدیث لا نبی بعدی کی رو سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نئی شریعت لانیوالا یا مستقل نبی نہیں آسکتا کیونکہ انبیائے سابقین تشریعی یا مستقل نبی تھے۔

ایک دوسرے مقام پر وہ تصریح سے یہ بیان کرتے ہیں کہ حدیث لَا نبی بعدی کے یہ معنے ہیں کہ کوئی ناسخ شریعت نبی پیدا نہیں ہوگا چنانچہ الاشاعۃ فی اشراط الساعۃ میں اُن کا یہ قول یُوں درج ہے:۔

"وَرَدَ لَا نَبِيَّ بَعْدِیْ وَ مَعْنَاهُ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ لَا يَحْدُثُ بَعْدَهٗ نَبِيٌّ بِشَرْعٍ يَنْسَخُهٗ" (ص ۲۲۶)

ترجمہ :- حدیث میں لا نبی بعدی آیا ہے اور علماء کے نزدیک اس کے یہ معنے ہیں کہ آپ کے بعد کوئی ایسا نبی پیدا نہیں ہوگا جو آپ کی شریعت کا ناسخ ہو۔

اسی کا ترجمہ "اقتراب الساعۃ" میں یوں درج ہے :-

" لا نبی بعدی آیا ہے جس کے معنے نزدیک اہل علم کے یہ ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی شرع ناسخ لے کر نہیں آئے گا "

(اقتراب الساعۃ صفحہ ۱۶۲)

اب ذرا لا نبی بعدی کی حدیث کے یہ معنے ذہن میں رکھئے اور فیصلہ ایماءً سے لے کر آخر تک مولوی لال حسین کی پیش کردہ مرقاۃ کی عبارت پڑھ جائیے تو صاف ظاہر ہوگا کہ امام علی القاری علیہ الرحمۃ حضرت علیؓ کے متعلق حدیث کے ایماء وَلَوْ كَانَ بَعْدَهٗ نَبِيٌّ لَكَانَ عَلِيٌّ اور حضرت عمرؓ کے متعلق صریح حدیث لَوْ كَانَ بَعْدِیْ نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ میں فرضی حکم قرار دے کر اور تشریعی نبوت مراد لے کر ایسی نبوت کو لا نبی بعدی کی حدیث کے منافی قرار دے رہے ہیں۔ اسی طرح حدیث لَوْ عَاشَ اِبْرَاهِيْمُ لَكَانَ صِدِّيْقًا نَبِيًّا میں بھی فرضی اور تقدیری حکم قرار دے کر اور تشریعی نبوت مراد لے کر بتا رہے ہیں۔ کہ اگر صاحبزادہ ابراہیم نبی ہو جاتے تو وہ شارع نبی ہوتے مگر ایسا نبی ہونا حدیث لا نبی بعدی کے خلاف ہے۔ پس اس جگہ لَوْ عَاشَ اِبْرَاهِيْمُ لَكَانَ

نَبِیًّا کی تشریح میں نبی سے مُراد تشریعی نبی لے کر اُن کے نبی ہو جانے کو ممتنع قرار دیا گیا ہے۔ اگر حدیث ہذا میں نبی سے مراد تشریعی نبی لیا جائے تو ہم بھی مانتے ہیں کہ ان کا اس صورت میں نبی ہو جانا واقعی حدیث لا نبی بعدی کے خلاف ہوتا۔ یہ توجیہہ موضوعات کبیر میں بھی درج ہے مگر ہم نے اپنے پمفلٹ میں اس حدیث کی دوسری توجیہہ درج کی تھی جو انہوں نے موضوعات کبیر میں ان الفاظ میں لکھی ہے:۔

"لَوْ عَاشَ اِبْرَاهِيْمُ وَصَارَ نَبِيًّا وَكَذَا لَوْصَارَ عُمَرُ نَبِيًّا لَكَانَا مِنْ اَتْبَاعِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَعِيْسٰى وَخِضَرَ وَاِلْيَاسَ"

(موضوعات کبیر صفحہ ۵۸)

اگر ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہو جاتے اور اسی طرح حضرت عمرؓ نبی ہو جاتے تو وہ دونو آپ کے متبعین میں سے ہوتے جیسا کہ عیسٰی، خضر، اور الیاس آنحضرتؐ کے متبع سمجھے جاتے ہیں۔

پھر اس سوال کو ملحوظ رکھ کر کہ اگر یہ نبی ہو جاتے تو آیا ان کا نبی ہو جانا خدا تعالیٰ کے قول خاتم النبیین کے خلاف نہ ہوتا تو اس کا یہ جواب دیا ہے:۔

"فَلَا يُنَاقِضُ قَوْلَهٗ تَعَالٰى خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ اِذِ الْمَعْنٰى اَنَّهٗ لَا يَأْتِيْ نَبِيٌّ بَعْدَهٗ يَنْسَخُ مِلَّتَهٗ وَلَمْ يَكُنْ مِنْ اُمَّتِهٖ" (موضوعات کبیر ص۵۹)

یعنی زندہ رہنے کی صورت میں ان کا نبی ہو جانا خدا کے قول خاتم النبیین کے اس لئے خلاف نہ ہوتا کہ خاتم

النَبِیّین کے یہ معنیٰ ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد
کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے
اور آپ کی اُمّت میں سے نہ ہو۔

پس ملّا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ کی اس دوسری توجیہہ کے لحاظ سے حدیث ہذا امتی نبی کی آمد کے امکان کے خلاف نہیں۔ کیونکہ اس توجیہہ سے امتی نبی کا آنا نہ آیت خاتم النّبیین کے خلاف ہے اور نہ حدیث لا نبی بعدی کے۔ کیونکہ یہ آیت اور حدیث ان کے نزدیک صرف تشریعی اور مستقل نبی کی آمد میں مانع ہے امتی نبی کی آمد میں مانع نہیں خواہ امام علی القاری بجز حضرت عیسٰی علیہ السّلام کے کسی اُمّتی نبی کا آنا مانتے ہوں یا نہ مانتے ہوں۔ حضرت عیسٰی علیہ السّلام کی آمد ثانی بھی ان کے نزدیک اسی وجہ سے ممکن ہے کہ وہ تابع شریعت محمدیہ ہوں گے نہ کہ شارع اور مستقل بالفعل نبی۔

پھر مولوی لال حسین صاحب اختر نے امام علی القاریؒ کا ایک قول یوں نقل کیا ہے :۔

"دَعْوَی النُّبُوَّۃِ بَعْدَ نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
کُفْرٌ بِالْاِجْمَاعِ" (شرح فقہ اکبر صفحہ ۲۰۲)

کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوّت کا دعویٰ اجماعی
طور پر کفر ہے۔

حضرت امام علی القاریؒ کے اس قول میں اُوپر کے اقوال کی روشنی میں دعویٰ نبوّت تشریعیہ و مستقلہ ہی مُراد ہے اور ایسا دعویٰ یقیناً کفر ہے۔ اسی

لئے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو بعد از نزول وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا تابع امتی نبی مانتے ہیں۔

پس اس قول میں علی الاطلاق دعویٰ نبوّت کو کُفر باجماعِ امّت قرار نہیں دیا جا سکتا۔ کیونکہ امّت کی اکثریت مسیح موعود کے نبی اللہ ہونے پر یقین رکھتی ہے۔ اور حدیث سَيَكُوْنُ فِيْ أُمَّتِيْ كَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَ أَنَاخَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ میں ان علماء کی تشریح کے لحاظ سے ایسے دعویٰ نبوّت کو ہی آیت خَاتَمُ النَّبِيِّيْن اور حدیث لا نبی بعدی کے خلاف قرار دیا گیا ہے۔ جو تشریعی یا مستقلہ نبوّت کا دعویٰ ہو۔ اس حدیث میں خالی نبی کا دعویٰ کرنے والوں کو کذّاب دجّال قرار دیا گیا ہے نہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تابع امتی نبوّت کا دعویٰ کرنے والوں کو۔ اور یہ حقیقت ہے کہ جتنے دجّال کذّاب مدعی نبوّت اُمّت میں گذرے ہیں ان میں سے کسی نے بھی امّتی نبوّت کا دعویٰ نہیں کیا۔ لیکن مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ چونکہ اُمّتی نبوّت کا ہے۔ اور ساری امّت مسیح موعود کو امّتی نبی مانتی آئی ہے۔ اس لئے یہ دعویٰ اس حدیث کے خلاف نہیں۔ اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بانیٔ جماعتِ احمدیہ فرماتے ہیں:-

"یہ کہنا کہ نبوّت کا دعویٰ کیا ہے کس قدر جہالت کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے۔ اے نادانو!

میری مراد نبوت سے یہ نہیں ہے کہ میں نعوذ باللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں یا کوئی شریعت لایا ہوں۔ صرف مراد میری نبوت سے کثرت مکالمت و مخاطبتِ الٰہیہ ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہے۔ سو مکالمہ مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی۔ یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ مخاطبہ رکھتے ہیں میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکمِ الٰہی نبوت رکھتا ہوں۔ وَلِكُلٍّ اَنْ يَّصْطَلِحَ"۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ٦)

علامہ حکیم صوفی محمد حسین صاحب مصنف "غایۃ البرہان" تحریر فرماتے ہیں :۔

"الغرض اصطلاح میں نبوت بخصوصیت الٰہیہ خبر دینے سے عبارت ہے۔ وہ دو قسم پر ہے۔ ایک نبوت تشریعی جو ختم ہو گئی۔ دوسری نبوت بمعنیٰ خبر دادن ہے۔ وہ غیر منقطع ہے پس اس کو مبشرات کہتے ہیں۔ اپنے اقسام کے ساتھ اس میں رؤیا بھی ہیں۔" (کواکب الدریہ صفحہ ١٣٨-١٣٠)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ نبوت مبشرات والی غیر تشریعی اُمتی نبوت کا ہی ہے نہ کہ تشریعی یا مستقلہ نبوت کا۔ اور مسیح موعود کو اُمتِ محمدیہ اور خود مولوی لال حسین صاحب

نبی اللہ مانتے ہیں۔ پس اب ہم میں اور مولوی لال حسین صاحب کے درمیان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک امتی نبی کی آمد پر اتفاق ثابت ہوا۔ اور اختلاف صرف شخصیت کی تعیین میں ہوا۔ اگر وفاتِ مسیح کا مسئلہ قرآن و حدیث سے حل ہوجائے تو تمام نزاع دُور ہوجاتا ہے کہ امت محمدیہ کے مسیح موعود نبی اللہ حضرت عیسٰی علیہ السلام ہیں یا امت محمدیہ کا کوئی فرد ہے جو امتی نبی ہونے والا تھا جسے بطور استعارہ عیسٰی ابن مریم کا نام دیا گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ لوگوں کو سوچنے اور غور کرنے کا موقعہ دے اور اپنے فضل سے ان کی رہنمائی فرمائے۔ اللّٰھم آمین۔

فیصلہ کن حدیث قدسی

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب کفایۃ اللبیب فی خصائص الحبیب المعروف بالخصائص الکبریٰ میں ایک حدیث قدسی لائے ہیں جو اس بات میں فیصلہ کن ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں نبی ہوگا۔ حدیث ہذا یُوں یُوں وارد ہے :-

"وَاَخْرَجَ اَبُوْنُعَیْمٍ فِی الْحِلْیَةِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَوْحَی اللّٰهُ اِلٰی مُوْسٰی نَبِیِّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اَنَّهٗ مَنْ لَقِیَنِیْ وَهُوَ جَاحِدٌۢ بِاَحْمَدَ اَدْخَلْتُهُ النَّارَ قَالَ یَارَبِّ وَمَنْ اَحْمَدُ قَالَ مَا خَلَقْتُ خَلْقًا اَکْرَمَ عَلَیَّ مِنْهُ کَتَبْتُ اِسْمَهٗ مَعَ اِسْمِیْ فِی الْعَرْشِ قَبْلَ اَنْ اَخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔ اِنَّ الْجَنَّةَ مُحَرَّمَةٌ عَلٰی جَمِیْعِ خَلْقِیْ حَتّٰی یَدْخُلَهَا وَ اُمَّتُهٗ۔ قَالَ وَمَنْ اُمَّتُهٗ۔ قَالَ

الحمّادون يحمدون صعودًا وهبوطًا وعلى كل حالٍ يشدّون اوساطهم ويطهّرون اطرافهم صائمون بالنهار رهبانٌ بالليل۔ اقبل منهم اليسير وادخلهم الجنة بشهادة ان لا اله الا الله۔ قال اجعلني نبي تلك الامة قال نبيها منها۔ قال اجعلني من امة ذلك النبي قال استقدمت واستأخر ولكن ساجمع بينك وبينه في دار الجلال"

(الخصائص الکبریٰ جلد اوّل صـ۱۲ مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن)

ترجمہ: ابو نعیم نے اپنی کتاب حلیہ میں حضرت انسؓ سے تخریج کی ہے حضرت انسؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خدا نے بنی اسرائیل کے نبی موسٰی کو وحی کی کہ جو شخص مجھ کو ایسی حالت میں ملے گا کہ وہ احمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کا منکر ہو گا تو میں اس کو دوزخ میں داخل کروں گا خواہ کوئی ہو۔ موسٰی علیہ السلام نے عرض کیا۔ احمد کون ہیں؟ ارشاد ہوا۔ میں نے کوئی مخلوق ایسی پیدا نہیں کی جو اُن (احمد) سے زیادہ میرے نزدیک مکرم ہو۔ میں نے عرش پر اس کا نام اپنے نام کے ساتھ زمین و آسمان کے پیدا کرنے سے بھی پہلے لکھا ہے۔ بیشک جنّت میری تمام مخلوق پر حرام ہے جب تک وہ نبی اور اُن کی امت جنّت میں داخل نہ ہوں۔ موسٰی علیہ السلام نے کہا۔ آپ کی امت کون لوگ ہیں؟ ارشاد

باری ہوا۔ وہ بہت حمد کرنے والے ہیں۔ چڑھائی اور اُترائی میں حمد کریں گے۔ اپنی کمریں باندھیں گے اور اپنے اطراف (اعضاء) پاک رکھیں گے۔ دن کو روزہ رکھیں گے اور رات کو تارکِ دُنیا۔ میں اُن کا تھوڑا عمل بھی قبول کروں گا۔ اور انہیں کلمہ لا الٰہ الا اللہ کی شہادت سے جنّت میں داخل کروں گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا مجھ کو اُس اُمت کا نبی بنا دیجئے۔ ارشاد ہوا۔ اس اُمت کا نبی اس امت میں سے ہوگا۔ عرض کیا مجھ کو اُن (احمدؐ) کی امت میں سے بنا دیجئے۔ ارشاد ہوا۔ تم پہلے ہوگئے وہ پیچھے ہوں گے۔ البتہ تم کو اور ان کو دار الجلال (جنّت) میں جمع کر دوں گا"

اس حدیث کی رُو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اصالتاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح اس امّت میں نہیں آسکتے۔ کیونکہ اس حدیث کے رُو سے نبی امّت میں سے ہی آسکتا ہے۔ پس حدیثوں کا موعود عیسیٰ نبی اللہ اس اُمّت میں سے ہی ایک فرد نبی اللہ بننے والا تھا۔ اور انقطاعِ نبوّت کے مضمون پر مشتمل احادیث کا مطلب صرف یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کے باہر اب کوئی شخص مقامِ نبوّت نہیں پاسکتا۔ فتدبروا یا اولی الالباب۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ
